اسم کتاب : احیاء المیت بفضائل اہل البیت(ع)

تالیف : عالم اہل سنت ، علامہ جلال الدین سیوطی

تحقیق و تصحیح: شیخ محمد کاظم فتلاوی و شیخ محمد سعید طریحی

ترجمہ : محمد منیر خان لکھیم پوری (ہندی)

پیشکش : معاونت فرہنگی ادارۂ ترجمہ

اصلاح : اخلاق حسین پکھناروی (ہندی)

کمپوزنگ: المرسل

ناشر: مجمع جہانی اہل البیت(ع)

طبع اول : ۱٤۲۷ھ ـ ٢٠٠٦ء

مطبع : لیلیٰ

تعداد : ۳۰۰۰

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر

طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت ﷺ و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر عالم دین علامہ جلال الدین سیوطی کی گرانقدر کتاب "احیاء المیت بفضائل اہل البیت" '(ع)فاضل جلیل عالیجناب مولانا محمد منیر خان لکھیم پوری ہندی نے اردو زبان میںاپنے ترجمہ و مقدمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت (ع)

مقدمہ:

۱۔ کچھ اس رسالہ کے بارے میں

الحمد الله وسلام علی عباده الذين اصطفی سيدنا رسول الله(ص) وآله الامناء واللعنة الدائمة علی اعدائهم ومنكری فضائلهم من الآن الیٰ يوم لقاء الله، وبعد: نَسُرُّ ان نقدم اليوم الی القراء الكرام اثرا نفيساً وكنزا ثميناً فی فضائل اهل البيت (وان كان فضائلهم لا تعد ولا تحصٰی كما شهدت به اعدائهم والفضل ما شهدت به الاعداء).

اما بعد:

مفادحدیث ثقلین[۱] کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے اسلامی امت کی راہنمائی کیلئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں: قرآن اور اہل بیت ،اگر مسلمانوں نے ان دونوں سے تا قیامت تمسک بر

---

(۱)حدیث ثقلین وہ حدیث ہے جو علمائے اسلام کے نزدیک تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے ،یہاں تک اہل سنت کی مشہور و صحیح کتاب " صحیح مسلم" میں بھی زید بن ارقم سے نقل کی گئی ہے ،خود علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب میں اس کی جانب اشارہ کیا ہے ،جس کی تکمیل اسی کتاب کے حاشیہ میں کردی گئی ہے.

قرار رکھا تو ہدایت یافتہ، اور اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑدیا تو پھر گراہی اور ضلالت کے علاوہ کچھ نصیب نہ ہو گا ، لہٰذا حدیث کی رو سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی راہ اختیار کریں جو قرآن و اہل بیت پر منتہی ہوتی ہو ، یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے مد نظر مسلمانوں کا ہر فرقہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس بات کو ظاہر کرے کہ ہم ہی نبی کی مذکورہ حدیث پر عمل پیرا ہیں ، اگر قرآن

کی بات آتی ہے تو اپنے کو اہل قرآن بتاتا ہے اور اہل بیت کی بات آتی ہے تو ہر ایک کو اس بات کا یقین کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہم ہی اہل بیت کے صحیح چاہنے والے ہیں ، لیکن حقیقت کیا ہے ؟ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو بصیرت اور انصاف کے ساتھ تمام ان فرق و مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرے جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں ، اس وقت حقیقت اس کے سامنے عیاں ہو جائے گی۔

چنانچہ مسلمانوں کے مختلف فِرَق و مذاہب کے علماء نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ ہمارا فرقہ ہی قرآن کے ساتھ اہل بیت کو مانتا ہے، اہل بیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے ،تاکہ ثابت کر سکیں کہ ہم اہل بیت سے دور نہیںہیں، ان میںؒامام احمد بن حنبل اورنسائی قابل ذکر ہیں جنھوں نے اہل بیت کے فضائل میں" المناقب"نامی کتابیں لکھیں ، اسی طرح شیخ ابی الحسن علی بن ابی الرحمن ، ابی علی محمد بن محمد بن عبیدا اللہ اور شیخ علی بن مؤدب بن شاکر کی کتابیں" فضائل اہل بیت(ع)"ہیں،اسی طرح ابی نعیم کی کتاب "نزول القرآن فی مناقب اہل البیت (ع) "یاجوینی حموی کی "فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والزہراء والسبطین " نیز دار قطنی کی کتاب "مسند زہرا ء "یا "مناقب خوارزمی"مناقب مغازلی ، جواہر العقدین سمہودی ، تذکرۃ الخواص علامہ سبط ابن جوزی ، الفصول المہمہ؛ابن صباغ مالکی، ذخائر العقبی، محب الدین طبری ،نور الابصار، شبلنجی ،ینابیع المودۃ،حافظ سلیمان ابن قندوزی، کوکب دری ، ملا صالح کشفی اورامام جلال الدین سیوطی وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جنھوں نے اہل بیت کے فضائل سے متعدد صفحات کو مزین فرما کر محبت اہل بیت کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی ، ان کے علاوہ بہت سے علمائے اہل سنت ایسے ہیں جنھوں نے خصوصیت سے اس موضوع پر کتاب نہیں لکھی ہے لیکن اپنی کتابوں کے اندر دوسرے مباحث کے ساتھ فضائل اہل بیت کو نقل کیا ہے ،مثلاً صواعق محرقۃ؛ ابن حجر ہیثمی ، مجمع الزوائد ، ہیثمی ، اور طبرانی کی تینوں کتابیں" المعاجم" اسی طرح مناوی کی کتاب" کنوز الدقائق" اور دیگر کتابیں ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل کئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! زیر نظر کتاب" احیاء المیت بفضائل اہل بیت" بھی اسی کوشش کا ایک سلسلہ ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اہل سنت علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب کو لکھ کر پہل نہیں کی ہے بلکہ ان سے پہلے بھی علمائے اہل سنت اس موضوع سے متعلق متعدد کتابیں لکھتے آئے ہیں ، جن سے آج بھی اسلامی کتب خانے پر ہیں ، البتہ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ

اس میں علامہ موصوف نے اپنے ذوق کے مطابق اہل بیت کے فضائل سے متعلق ٦٠ احادیث جمع کی ہیں، اور اس کتاب میں ان مدارک اور مآخذ پر اعتماد کیا ہے جو اہل سنت کے یہاں معتبر اور اصح مدرک مانے جاتے ہیں منجملہ:

صحاح ستہ اور سنن سعید بن منصور، اسی طرح ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور محمد بن جریر طبری کی کتب تفاسیر اور طبرانی کی معجم کبیر و معجم اوسط و نیز عبد ابن حمید، ابن ابی شیبہ اور مسدد وغیرہ کی کتابیں یا ابن عدی کی اکلیل اور ابن حبان کی صحیح و بیہقی کی شعب الایمان، حکیم ترمذی کی نوادر الاصول، خلاصہ یہ کہ تاریخ ابن عساکر، تاریخ بخاری، تاریخ بغداد خطیب، افراد دیلمی، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اور تاریخ حاکم، ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل ہوئے ہیں، بہر کیف اگرچہ علامہ کی یہ کتاب حجم کے لحاظ سے ایک کتابچہ ہے لیکن مدرک اور منابع کے لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے، البتہ اس کی بیسویں حدیث میں عمر ابن خطاب کے ساتھ بنت علی کی تزویج کا جو بیان آیا ہے وہ جزء حدیث نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ اسے علمائے اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے رد کیا ہے، بہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کا یہ رسالہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، لاہور پاکستان میں ١٨٩٣ ء میں چند رسالوں کی ضمن میں چھپا[١]

---

(١) قارئین کرام! جب یہ رسالہ ناچیز کے قلم سے ترجمہ ہو کر چھپنے کیلئے آمادہ تھا اس وقت ایک صاحب کے ذریعہ علم حاصل ہوا کہ اس کا اردو ترجمہ فخر المحققین جناب نجم الحسن کراروی کے ہاتھوں پچھتر سال پہلے شائع ہو چکا ہے، چنانچہ اس اطلاع کے ملتے ہی بندے نے اس کی اشاعت کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا اور اس تک و دو میں لگ گیا کہ آیا موصوف کا ترجمہ کیسا ہے؟ بڑی تلاش و جستجو کے بعد یہ ترجمہ دستیاب ہوا تو اس کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس بات کا اندزہ ہوا کہ مولانا موصوف نے اس میں صرف متن احادیث کا ترجمہ کیا ہے لیکن بندے نے جس کا ترجمہ کیا ہے اس میں شیخ محمد کاظم فتلاوی اور شیخ محمد سعید طریحی جیسے بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح بھی شامل ہے جو ہمارے ترجمہ کو علامہ نجم الحسن صاحب کے ترجمہ کے مقابلہ میں ممتاز کرتی ہے، نیز اس کے مقدمہ میں عقد ام کلثوم کے افسانہ پر سیر حاصل تحقیقی و تنقیدی بحث بھی شامل کردی گئی ہے.

اسی طرح شہر فاس (مراقش) میں ۱۳۱٦ ھ میں چھپ چکا ہے، اور ایک مرتبہ جونپور ہندوستان سے شائع ہوا، اسی طرح کتاب "الاتحاف بحب الاشراف" مؤلفہ عبد اللہ شبراوی، کے حاشیہ پر قاہرہ ۱۳۱٦ ہجری میں شائع ہوا، پھر کتاب" العقیلۃ الطاہرہ زینب بنت علی "مؤلفہ احمد فہمی محمد، کے ساتھ ۲۳-۱٤ صفحات تک منظر عام پر آئی، لیکن افسوس کہ ان تمام ایڈیشنوںمیں اس کتاب کے بارے میں کوئی تحقیقی کام انجام نہیں دیا گیا تھا، الحمد اللہ شیخ محمد کاظم فتلاوی اور شیخ محمد سعید طریحی کی تحقیق و تصحیح کے بعد اب یہ کتاب اہل تحقیق کے لئے ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے، آپ حضرات نے اس کے تمام اصلی اور مشابہ مدارک و منابع ذکر کرکے اس کتاب کی کمی کو دور کر دیا ہے، نیز مناسب مقامات پر احادیث کے ناقلین کے مختصر حالات بھی قلمبند کردئے ہیں، بہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کی یہ مختصر خدمت قابل قدر ہے، اہل بیت کی شان والا میں آپ کے قلم سے اتنا ہی صفحہ قرطاس پر آجانا کافی اہمیت رکھتا ہے۔

رسالہ کی تحقیق:

شیخ محمد طریحی نے کتاب احیاء المیت کے جن نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے ان میں ایک نسخہ پیر محمد شاہ لائبریری گجرات ہندوستان میں موجود ہے، اور دیگر نسخے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے

تحقیق کی ہے وہ ظاہریہ لائبریری دمشق شام میں موجود ہیں، ان میں سے پہلے نسخہ کا اندراج نمبر

٥۲۹٦ ہے، اور جن رسالوں کے ساتھ یہ شائع ہوا ہے ان کے صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۱ تک یہ مرقوم ہے، اس کو ابراہیم بن سلمان بن محمد بن عبد العزیز الحنفی نے لکھا ہے، اس کی تاریخ اختتام ٤ شعبان المعظم ۱۰۷٦ھ ہے۔

دوسرا نسخہ، اور دیگر رسائل جو (۱٤۷۱) صفحات پر مشتمل ہیں ان کے ساتھ ۸٤ سے ۹۱ صفحہ تک مشتمل ہے، اور ان کا ناسخ: عثمان بن محمود بن حامد ہیں، جس کی سال اشاعت: ۱۱۸۱ ھ ہے۔

شیخ فتلاوی نے بھی انھیں دو نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق فرمائی ہے جو ظاہریہ لائبریری میں موجود ہیں۔ (۱)

---

(۱) حق کے متلاشی حضرات کیلئے احیاء المیت کا قدیم نسخہ جو ہندوستان اور دمشق شام سے چھپا ہے اس کی زیراکس کاپی اسی کتاب میں منسلک کردی گئی ہے۔ مترجم۔

رسالہ کی وجہ تسمیہ:

علامہ موصوف سے قبل کسی بھی شخص نے اہل بیت کے فضائل سے متعلق اس نام کا انتخاب نہیں کیا ہے، لیکن اس کے بعد علامہ صدیق حسن بن حسن بخاری کنوجی (یو،پی)ہندی (۱۲٤۸ ہجری۔۱۳۰۷ھ۔ ۱۸۳۲ ء ۱۸۸۹ ء) نے: "احیاء المیت بذکر مناقب اہل البیت" نامی کتاب لکھی جو ابھی تک نہیں چھپی ہے، بہرحال علمائے لغت نے لفظ میت (باتشدید وجزم) کے معنی میں اختلاف کیا ہے،چنانچہ استاد صبحی البصام نے اس بارے میں چند اقوال ذکر کے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لفظ میت تشدید کے ساتھ ہو یا جزم کے ساتھ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی وہ شخص جو مر چکا ہو، اسی قول کی تائید و تصدیق فراء، خلیل اور ابوعمرو جیسے نحویوں کے قول سے بھی ہوتی ہے، لہٰذا اس نظریہ کے برخلاف صاحب" القاموس" اور صاحب"تاج العروس" کا قول صحیح نہیں ہے۔

۲۔ عقد ام کلثوم کا افسانہ

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ جس قوم کی تاریخ صدیوں بعد لکھی جائے گی اس میں غلط واقعات، فرسودہ عقائد اور مہمل باتیں زرخرید راویوں کے حافظے سے صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتے ہوتے حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں، کیونکہ ان حالات میں اکثر اصل واقعات نسخ ہو جاتے ہیں، بلکہ اہل قلم کے کردار اور قلم کی رفتار پر وقتی مصلحتوں کی حکومت ہوتی ہے، جس کی بنا پر ایسے ایسے افراد بھی غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں، جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے مثلاً آپ علامہ جلال الدین سیوطی کو ہی لے لیجئے، آپ کا علمائے اہل سنت کے محققین میں شمار ہوتا ہے، آپ نے نت نئے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، لیکن جب بیسویں حدیث کہ جس میں حضرت عمر کی بنت علی سے شادی کاتذکرہ ہوا ہے، نقل کیا، تو بغیر کسی تنقید و تبصرہ کئے گزر گئے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس واقعہ کو قبول کرتے تھے، جبکہ آپ نے اس رسالہ کو اہل بیت(ع) کے فضائل و مناقب میں لکھا ہے، لیکن اس بات سے غافل رہے ہیں کہ اس روایت سے خاندان رسالتمآب کی توہین ہوتی ہے، چنانچہ اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے اسے رد فرمایا ہے، جیسے امام بیہقی، دار قطنی اور ابن حجر مکی اپنی کتابوںمیں کہتے ہیں: یہ واقعہ غلط ہے، کیونکہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادیوں کو اپنے بھتیجوں سے منسوب کر رکھا تھا، چنانچہ جب حضرت عمر ام کلثوم سے رشتہ لے کر گئے تو آپ نے کہا: ان کا رشتہ میں اپنے بھیتجوں سے طے کر چکا ہوں، یا امام ابن ماجہ اور ابن دائود کہتے ہیں: ام کلثوم دو تھیں، ام کلثوم بنت راہب اور ام کلثوم بنت علی ان کی شادی محمد ابن جعفر طیار سے ہوئی، اور ام کلثوم بنت راہب کے بارے میں تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ عمر کی زوجیت میں تھیں۔

بہر کیف قارئین کی معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس مسئلہ پر اختصار کے طور پریہاں روشنی ڈالتے ہیں تاکہ یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوجائے کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی ذکر کردہ روایت کذب پر محمول ہے ، اورعلامہ اس سلسلے میں ایک بے سروپا افواہ کے شکار ہوئے ہیں :

جناب ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کی عمر ابن خطاب سے شادی کا ہونا یا پھر خلیفہ کی منگنی ہونا، اس سلسلہ میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :

۱۔ بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی نہیں تھیں بلکہ یہ ام کلثوم وہ ہیں جن کی حضرت نے پرورش کی تھی ۔

۲۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ شادی انجام کو نہیں پہونچی تھی بلکہ عمر نے صرف شادی کرنے کی خواہش کی تھی جسے حضرت علی نے قبول نہیں کیا ۔

۳۔ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عقد نکاح باقاعدہ ہوگیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی جس کی بنا پر عمر نا مراد ہی دنیا سے رخصت ہوئے ۔

٤۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی نے راضی و خوشی کے ساتھ ام کلثوم کی شادی خلیفہ سے کردی تھی اور رخصتی بھی ہوگئی تھی ۔

٥ ۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت نے خلیفہ کے جبر و اکراہ کی بناپر ام کلثوم کی شادی عمر کے ساتھ کر دی تھی ۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں جو آیندہ مباحث کے ضمن میں آئیں گے۔

بعض اہل سنت بحث امامت میں اس واقعہ سے استدلال پیش کرتے ہیں کہ جناب ام کلثوم کی خلیفہ سے شادی ہونا اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ امام علی اور خلیفہ کے درمیان روابط بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور آپس میں کوئی رنجش نہیں تھی،بلکہ حضرت علی حضرت عمر کی خلافت کی تائید کرتے تھے،یہی وجہ ہے کہ آپ نے عمر سے اپنی لڑکی بیاہ دی ، چنانچہ باقلانی نے اس واقعہ سے اسی بات کا استدلال کیا ہے !

مذکورہ واقعہ سے متعلق روایات

جن وجوہات جن کی بناپر یہ مسئلہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا گیا وہ یہ ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت دونوں نے اس واقعہ کو اپنی حدیث کی کتابوں میں نقل کیا ہے ، البتہ اس واقعہ کو اہل سنت نے تفصیل اور بڑی شدو مد کے ساتھ نقل کیا ہے ، لیکن شیعوں نے اس کو یا تو مجمل او رضعیف یا پھر اہل سنت سے حکایت یا الزام خصم کے طور پر نقل کیا ہے،جس سے بعض نا فہم اہل سنت کا دعوی ہرگز ثابت نہیں ہوتا ،بہر حال ہم یہاں ان روایات کو نقل کرکے جن میں اس مسئلہ کا بیان ہوا ہے تحقیق کرتے ہیں:

۱ ۔ ابن سعد کہتے ہیں : عمر ابن خطاب نے ام کلثوم بنت علی سے اس وقت شادی کی جبکہ ابھی وہ بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں ، اور شادی کے بعد وہ عمر کے پاس ہی تھیں کہ عمر کا قتل ہوگیا ، اور آپ کے بطن سے دو بچے زید اور رقیہ نام کے پیدا ہوئے ۔ [۱]

۲۔ حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین سے نقل کرتے ہیں: عمر ابن خطاب ام کلثوم بنت علی سے شادی کرنے کی غرض سے حضرت علی کے پاس آئے ، اور اپنی خواہش کو حضرت کے سامنے پیش کیا ، حضرت علی نے کہا : میں نے اس کو اپنے بھتیجے عبد االلہ ابن جعفر سے منسوب کیا ہوا ہے ، عمر نے کہا :آپ کو اس کی شادی میرے ساتھ ہی کرنا ہوگی، چنانچہ حضرت علی نے جناب ام کلثوم کی شادی عمر سے کردی ، اس کے بعد عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہنے لگے : تم لوگ مجھے مبارک باد کیوںنہیں پیش کرتے ؟ سب نے پوچھا : کس بات کی مبارک بادی ؟ کہنے لگے : اس لئے کہ میں نے علی و فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی ہے ، اور میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر سببی اور نسبی رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائے گا سوائے میرے سببی اور نسبی رشتے کے ، اسی

---

(۱)طبقات ابن سعد ج۸، ص ٤٦٢.

لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول کے درمیان نسبی اور سببی رشتہ برقرار ہوجائے(اور وہ اب ہوگیاہے) ۔ (۱)

۳۔ بیہقی اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین سے نقل کرتے ہیں: حضرت عمر سے جب جناب ام کلثوم سے نکاح ہوگیاتو عمر مہاجرین کے پاس آکر اپنے لئے تبریک کے طالب ہوئے اس لئے کہ انھوں نے سن رکھا تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ہر سببی اور نسبی رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائے گا سوائے میرے سببی اور نسبی رشتے کے ، اسی لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول ﷺ کے درمیان نسبی اور سببی رشتہ برقرار ہوجائے(اور وہ اب ہوگیاہے) ۔ (۲)

اس واقعہ کو اہل سنت کے دیگر مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جیسے خطیب بغدادی ، ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر عسقلانی ۔ (۳)

تمام روایتوں کی جانچ پڑتال

۱) امام بخاری اور مسلم نے اپنی مشہور اور مہم کتابوں میں ان روایتوں کے ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے ، چنانچہ بہت سی روایات ایسی ہیں جنھیں ان کتابوں میں نقل نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف

قرار دیا گیاہے، لہٰذا اہل سنت کو ان روایات پر بھی غور کرنا ہوگا ۔

۲) جس طرح یہ حدیثیں صحاح ستہ میں نقل نہیں کی گئی ہیں ، اسی طرح یہ روایتیں اہل سنت کی دیگر مشہور کتابوں میں بھی نقل نہیں ہوئی ہیں جیسے مسند احمد بن حنبل ۔

ہر روایت کی جدا جدا سند کے لحاظ سے چھان بین

حاکم نیشاپوری نے اس واقعہ کو صحیح جانا ہے ، لیکن ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کی سند کو

---

(۱) مستدرک حاکم جلد ۳، ص ۱٤۲ .

(۲)بیہقی ؛ سنن کبری جلد ۷، ص ٦۳۔

(۳)تاریخ بغداد، جلد ٦، ص ۱۸۲ ۔ الاستیعاب ج ٤،ص ۱۹٥٤ ۔ اسد الغابۃ جلد٥،ص ٦۱٤۔ الاصابۃ جلد ٤، ص٤۹۲۔

منقطع قرار دیا ہے، اسی طرح بیہقی نے اس کو مرسل کہا ہے، نیز بیہقی نے دوسری سندوں کے ساتھ بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے لیکن یہ سب سندیں ضعیف ہیں۔

ابن سعد نے بھی"الطبقات الکبری" میں اس کی سند کو مرسل نقل کیا ہے، اور ابن حجر نے اصابہ میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے، لیکن اہل سنت کے اکثر علمائے رجال نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔(۱)

اسی طرح اس سند میں عبد اللہ بن وہب ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے۔ (۲)

ابن حجر کہتے ہیں: یہ روایت دوسری سند کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے حس میں عطا خراسانی ہے لیکن اس کو امام بخاری اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے۔(۳)

خطیب بغدادی نے دوسری روایت جس سند کے ساتھ نقل کی ہے اس میں احمد بن حسین صوفی، عقبہ بن عامر جہنی اور ابراہیم بن مہران مروزی نظر آتے ہیں ان میں سے پہلے راوی کیلئے صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے، اور دوسرا راوی معاویہ کے لشکریوں میں سے تھا، اور تیسرا مہمل ہے، اس تفصیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان روایتوں میں سے کوئی بھی روایت معتبر سند نہیں رکھتی۔

---

(۱) عقیلی؛ الضعفاء ج ۲، ص ۳۳۱۔ ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج ۷، ص ۱۵۸۱۔

(۲) ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج۵، ص۳۳۷۔

(۳)الکامل ج ۷، ص ٦٩۔

متون احادیث کی تفتیش

مختلف احادیث کے متون ملاحظہ کرنے کے بعد قابل اعتراض چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں :

۱۔ڈرانا اور دھمکانا

بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خواستگاری تہدید کے ساتھ تھی ۔

ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی نے عمر کے جواب میں فرمایا وہ ایک چھوٹی لڑکی ہے ،
لیکن عمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ کو حق نہیں کہ مجھے اس کام سے روکیں ، میں اس کو جانتا ہوں کیوں نہیں تم اس کو میرے نکاح میں لاتے ؟ (۱)

ابن مغازلی عمر سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے کہا: قسم خدا کی مجھے اس شادی کے اصرار پر کسی نے مجبور نہیں کیا مگر اس بنا پر کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ (۲)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام نے بہت زیادہ اصرار کرنے پر اس کام کو مجبوراً انجام دیا ۔

۲۔ متن حدیث میں اضطراب و تزلزل

عقد ام کلثوم کے بارے میں جتنی روایتیں نقل کی گئی ہیں وہ اپنے متن اور مضمون کے لحاظ سے مضطرب و متزلزل نظر آتی ہیں ، اور یہ اضطراب و تزلزل ایسا ہے جو ان کو حجت اور معتبر ہونے سے ساقط کررہا ہے ، مثلاً بعض روایتوں میں اس طرح وارد ہوا ہے: حضرت علی خود اس عقد نکاح کے متولی تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اس عقد کی ذمہ داری عباس کی حوالے تھی، اسی طرح بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ عقد ڈرا اور دھمکا کے کیا گیا ، بعض میں ہے کہ امیر المومنین اس پر راضی تھے ، اسی طرح بعض روایتوں میں ہے کہ عمر ان سے بچہ دار بھی ہوئے، ان میں سے ایک بچہ کا نام زید تھا، بعض کہتے ہیں کہ عمر مباشرت کرنے سے پہلے ہی مر گئے تھے ، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ زید بن عمر نے اپنے بعد اپنی نسل بھی چھوڑی ، بعض روایتوں میں آیا ے کہ زید بن عمر نے کوئی نسل نہیں چھوڑی ، بعض کہتے ہیں کہ زید اور ان کی ماں ماردئے گئے تھے ، بعض میں ہے کہ زید کے مرنے کے بعد ان کی ماں زندہ تھیں ، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ عمر نے اس شادی میں چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا ، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چار ہزار درہم تھا ۔!!

اس کثرت سے روایتوں میں اختلاف کا پایا جانا ان کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

---

(۱)طبقات ابن سعد ج ۸، ص ٤٦٤ ۔

(۲)مناقب امام علی ص ۱۱۰۔

٣۔ حضرت ام کلثوم اور عمر کے سن میں تناسب نہیں تھا

فقہاء حضرات بحث نکاح میں زوجین کا آپس میں کفو ہونا شرط جانتے ہیں چنانچہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے عمر اور ام کلثوم کے سن میں زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہے، کیونکہ ۹ ھ میں

جناب ام کلثوم پیدا ہوئیں، اس طرح ان کی عمر ۱۷ ہجری میں آٹھ یا نو برس ہوتی ہے جبکہ حضرت عمر

اس وقت ستاون سال کے ہو رہے تھے، چنانچہ ابن سعد کہتے ہیں: علی نے عمر سے کہا میری لڑکی ابھی صغیرہ ہے، (بعض روایتوں میں صبیہ کی لفظ آئی ہے، جس کے معنی وہ بچی جو بہت چھوٹی ہو) [1] کیا حضرت علی کو ام کلثوم کیلئے کوئی رشتہ دستیاب نہیں ہورہا تھا کہ ستاون سال کے بڈھے سے کردیا ؟!

٤۔ یہ ام کلثوم حضرت ابوبکر کی بیٹی تھی

بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی ایک لڑکی کا نام ام کلثوم تھا عمر نے اس سے شادی کرنے کی درخواست کی تھی جسے قبول کرلیا گیا تھا، چونکہ ام کلثوم حضرت علی کی بچی کا نام بھی تھا لہٰذا نام کی مشابہ ہونے کی وجہ سے بعض نا فہم لوگوں نے اسے ام کلثوم بنت علی کی طرف منسوب کردیا، چنانچہ ابن قتیبہ معارف میں لکھتے ہیں: جب عمر ام کلثوم بنت ابی بکر سے شادی کرنے کی

درخواست عائشہ کی پاس لے کر گئے تو عائشہ نے اسے قبول کرلیا، لیکن ام کلثوم عمر کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ [2]

حضرت ابوبکر کی طرح حضرت عائشہ اور حضرت عمر کے درمیان وسیع تعلقات کا قائم ہونا اس احتمال کے قوی ہونے پر مزید دلالت کرتا ہے۔

عمری موصلی اور عمر رضا کحالہ نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ۔ [3]

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ٦، ص ۳۱۲۔

(۲) ابن قتیبہ؛ المعارف ص ۱۷۵۔

(۳) عمر موصلی؛ الروضۃ الفیحاء فی تواریخ النساء ص ۳۰۳۔ عمر رضا کحالہ؛ اعلام النساء ج ٤، ص ۲۵۰۔

۵۔ جرول کی بیٹی ام کلثوم

بعض مؤرخین نے زید بن عمر کی ماں ام کلثوم بنت جرول خزاعی جانا ہے، لہٰذا اسم کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ام کلثوم بنت علی لکھ دیا گیا، چنانچہ طبری کہتے ہیں: زید اصغر اور عبیداللہ (جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ مارے گئے) کی ماں ام کلثوم بنت جرول خزاعی تھی، جس کے درمیان اسلام نے عمر سے جدائی کروادی تھی۔ (۱)

اکثر مؤرخین ام کلثوم بنت جرول اور عمر کے درمیان شادی زمانہ جاہلیت میں جانتے ہیں۔(۲)

٦۔ ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط

بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط تھی۔

۷۔ ام کلثوم بنت عاصم

بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عاصم تھی۔

۸۔ ام کلثوم بنت راہب

امام ابن ماجہ اور ابن دائود کے قول کے مطابق عمر کی شادی انھیں سے ہوئی تھی۔

۹۔ عقد ام کلثوم شرعی معیار سے منافات رکھتا ہے

عقد ام کلثوم سے متعلق روایات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یا عمر شرعی مسائل سے بے خبر تھے یا پھر یہ واقعہ ہی جعلی اور گڑھا ہوا ہے، جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ عمر حضرت علی سے ام کلثوم سے شادی کی درخواست کرتے حضرت نے ام کلثوم سے کہا: جاؤ اپنی زینت کرو اور خوب سج دھج کر آؤ، جب وہ اپنا سنگار کرکے آئیں تو آپ نے ان کو عمر کے پاس بھیج دیا جب عمر نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف لپکے اور اپنے ہاتھوں سے ان کی پنڈلیاں کھول دیں! اور کہنے

---

(۱) تاریخ طبری ج ۳، ص ٢٦٩، کامل ابن اثیر ج ۳، ص ٢٨۔

(۲) الاعصابہ ج ٤، ص ٤٩١۔ صفوۃ الصفوۃ ص ١١٦۔ تاریخ المدینہ المنورۃ ج ۲، ص ٦٥٩۔

لگے : اپنے بابا سے کہو میں راضی ہوں ، جب ام کلثوم حضرت علی کے پاس آئیں توآپ نے کہا: عمر نے کیا کہا؟ کہنے لگیں : جب عمر نے مجھے دیکھا تو اپنی طرف بلایا، اور جب میں ان کے نزدیک گئی تو میرے بوسے لینے لگے اور جب کھڑی ہوگئی تو میری پنڈلیا ں پکڑ لیں !

لا حول ولا قوۃ الا باالله ، اگر اس روایت کی تنقید کرنا مقصود نہ ہوتی تو ہم ہرگز ایسی رکیک اور توہین آمیز روایت نقل نہ کرتے، یہ واقعہ حضرت امیر المومنین کی غیرت سے بالکل سازگاری نہیں رکھتا ، حضرت علی شادی سے پہلے کیسے اپنی لڑکی کا ہاتھ ایسے شخص کے حوالے کردیں گے جو شرعی حدود کی رعایت کرنا جانتا ہی نہ ہو،اسی وجہ سے سبط ابن جوزی اس واقعہ کو اپنے جد صاحب "المنتظم" سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : یہ واقعہ بہت قبیح ہے ، اگرچہ میرے جد اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی نے شادی سے پہلے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کو دیکھ لیں لیکن عمر نے اس کو دیکھا تو اسکی شلوار کو اٹھاکر اس کی پنڈلیاں ہاتھوں سے مس کرنے لگے ، لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ اگر ام کلثوم کے علاوہ کوئی کنیز بھی ہوتی تب بھی خدا کی قسم یہ عمل قبیح اور خلاف شرع تھا ،کیونکہ تمام مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ غیر محرم عورت کا مس کرنا ہرگز جائز نہیں ہے ، اور وہ بھی عمر ایسا کام کریں !![1]

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ام کلثوم نے یہ کام کرتے دیکھا تو بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں :اگر تو خلیفہ نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی، اس وقت خلیفہ کے گھر سے باہر نکلیں اور اپنے باپ کے پاس آگئیں ، اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہنے لگیں: اے بابا جان آپ نے کس پست اور بد تمیز بڈھے کے پاس بھیج دیا تھا؟[2]

۱۰۔ یہ ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا نہیں

اہل سنت والجماعت اس بات پر شدت سے اصرار کرتے ہیں کہ یہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا

---

(۱)سبط ابن جوزی؛تذکرۃ الخواص ، ص ۲۸۸ ۔

(۲)اسد الغابۃ ج ٥، ص ٦١٤ ۔ الاصابۃ ج ٤، ص ٤٩٢ ۔ ذہبی؛تاریخ الاسلام ج ٤ ،ص ۱۳۸ ۔

کی بیٹی تھیں انھیں سے عمر نے شادی کی درخواست کی تھی تاکہ عمر کا رسول خدا ﷺ سے سببی رشتہ ہوجائے، لیکن تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کی ایک دوسری لڑکی ام کلثوم نام کی تھی، جو شہزادی فاطمہ کے بطن سے نہیں تھی، اسی طرح بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت علی کی اور دو لڑکیاں زینب صغری اور ام کلثوم صغری نام کی تھیں اور وہ دونوں ام ولد تھیں ۔[1]

ابن قتیبہ نے بھی ام کلثوم کو صرف امام علی کی لڑکی جانا ہے جو حضرت فاطمہ کے بطن سے نہیں تھی، کہتے ہیں: اس کی ماں ام ولد اور کنیز تھی ۔[2]

نیز علامہ طریحی کہتے ہیں: ام کلثوم زینب صغری حضرت علی کی لڑکی تھی (فاطمہ کی نہیں) جو اپنے بھائی امام حسین کے ساتھ کربلا میں تھیں، اصحاب کے درمیان مشہور ہے کہ عمر نے ان سے جبراً شادی کی تھی، جیسا کہ سید مرتضی اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ کی بیٹی نہیں تھیں بلکہ حضرت امیر المومنین کی تھیں ان ہی سے جبراً شادی کرنے کیلئے عمر نے بات کی، اور یہی قول صحیح ہے۔[3]

---

(۱) تاریخ موالید الائمۃ ص ١٦ ۔ نور الابصار ص ١٠٣ ۔ نہایۃ الارب ج ٢، ص ٢٢٣ ۔

(٢) ابن قتیبۃ؛ المعارف ص ١٨٥ ۔

(٣) اعیان الشیعۃ ج ١٣، ص ص ١٢ ۔

نتیجہ:

اگر ہم نفسیاتی اور عقلی طور پر اس واقعہ کے منفی ہونے پر نظر ڈالیں تو حسب ذیل باتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے:

۱) ام کلثوم اسی فاطمہ بنت رسول ﷺ کے بطن سے تھیں جن سے عقد کرنے کی خواہش پر عمر کو دربار رسالت سے جواب مل چکا تھا، لہذا جس فعل کو رسول ﷺ نے فاطمہ کیلئے مناسب نہ سمجھا علی اس کی بیٹی کیلئے کس طرح اسے مناسب سمجھیں گے؟

۲) ام کلثوم اسی ماں کی بیٹی تھیں جو جیتے جی عمر سے ناراض رہیں اور مرتے دم بھی وصیت کر گئیں کہ وہ ان کے جنازے میں شریک نہ ہوں، کیا حضرت علی اس بات سے غافل تھے کہ اگر ام کلثوم کی شادی عمر سے کردی تو فاطمہ کی روح کے لئے تازیانہ ثابت نہ ہوگی؟

۳) جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحث میں عرض کیا کہ ام کلثوم اور عمر کے سن میں زمین وآسمان کا فرق تھا، و نیز روایت کے مطابق ام کلثوم کی شادی چچا زاد بھائی سے پہلے ہی طے ہوچکی تھی،تو پھر ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت علی عمر سے شادی کرنے کے لئے کیسے راضی ہوگئے؟

٤) اگر ہم حضرت علی اور حضرت عمر کے درمیان تعلقات پر غور کریں تو اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے، کیونکہ رسول ﷺ کی وفات کے بعد سے ہی حضرت علی اور عمر کے درمیان تنازع شروع ہوگیا تھا یہاں تک کہ آپ کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈالنے والے عمر تھے، خلافت کا رخ عمر کی وجہ سے اپنے محور سے منحرف ہوا، فاطمہ کا پہلو عمر نے شکستہ کیا، شکم مادر میں محسن کی شہادت عمر کی وجہ سے ہوئی، ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے کیا حضرت علی کے بارے میں کوئی انسان سوچ بھی سکتا ہے کہ آپ راضی و خوشی سے اپنی بیٹی عمر سے بیاہ دیں گے ؟!

۵) بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت علی نے عمر سے خوف زدہ ہوکر ام کلثوم کی عمر سے شادی کردی تھی، یہ بات وہی حضرات کہہ سکتے ہیں جو تاریخ اسلام کا مطالعہ نہیں رکھتے، جس کی تیغ کا لوہا بدر و احد، خیبر و خندق کے بڑے بڑے شہسوار اور سورما مان چکے ہوں وہ ان للو پنجو سے ڈر کر اپنا سارا عزو وقار خاک میں ملا کر بیٹی سے شادی کردے گا! حیرتم برین عقل و دانش!

البتہ مسئلہ خلافت پر صبر کرتے ہوئے تلوار کا نہ اٹھانا ایک دیگر مسئلہ ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی وصیت تھی کہ علی اس سلسلہ میں تم صبر کرنا، اگر علی اس موقع پر صبر نہ کرتے اور تلوار اٹھا لیتے تو بہت سے وہ لوگ جو تازے تازے مسلمان ہوئے تھے اسلام سے پلٹ جاتے، اور مسلمان اپنی خانہ جنگی کے شکار ہو جاتے، جس کے نتیجہ میں خارجی طاقتیں اسلام پر غالب ہوجاتیں اور اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا، لیکن جہاں تک ام کلثوم کی شادی کا مسئلہ ہے تو اس میں آپ کیوں کسی سے خوف کھاتے ؟ یہ کوئی دین اسلام کی نابودی کا مسئلہ تو تھا نہیں کہ اگر آپ ام کلثوم کی شادی عمر سے نہ کرتے تو عمر جنگ پر آجاتے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے

درمیان تمام نہ ہونے والی جنگ شروع ہو جاتی !اور جب اس جنگ کے کوئی اسباب دریافت کرتا تو یہ کہا جاتا کہ یہ جنگ عمر کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی !!اور پھر کیا حضرت عمر بھی اس بات کو سوچ رہے ہوں گے کہ اگر شادی نہ ہوئی تو جنگ کریں گے، ہم اس بات کو بعید از عقل سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر ایک بچی سے شادی کرنے کیلئے اتنا ہلڑ ہنگامہ پسند کرتے !! لہٰذا جو لوگ حضرت عمر سے محبت کا دعوی کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ اس قضیہ کو طول دے کر برائے خدا ان کی مزید توہین نہ کریں، علامہ سبط ابن جوزی بڑے سمجھدار نکلے کہ انھوں نے اپنے دادا کی بات کو رد کرتے ہوئے فوراً لکھ دیا کہ اس واقعہ سے حضرت عمر کی فضیلت نہیں بلکہ ان کی منقصت ہوتی ہے۔

٦) کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ اس شادی میں حضرت عمر نے چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا، یہ پہلو بھی حضرت عمر کی تنقیص پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اہل سنت کا ہر فرد اس بات کو جانتا ہے کہ حضرت عمر نے فقیرانہ زندگی میں خلافت کی چکی چلائی ہے، آپ کی تنخواہ ایک معمولی انسان کے برابر تھی، چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں آیا ہے: حضرت عمر کے کپڑوں میں ہمیشہ پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، آپ کی قمیص میں ستر پیوند تھے، اسی طرح ایک مرتبہ آپ نماز عید پڑھانے نکلے تو جوتوں میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر سے باہر نہیں نکلے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ان کے پاس کپڑے نہیں تھے، اور آپکے تہہ بند میں ١٢ پیوند لگے ہوئے تھے۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ روایت من گھڑت اور جعلی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی سرو کار نہیں ہے، ممکن ہے یہ روایت دشمنان اسلام کی جانب سے اسلامی راہنمائوں کی توہین کی خاطر سوچے سمجھے پروپیگنڈے کی ایک کڑی ہو۔

٧) حضرت عمر کی جس فضیلت کو بیان کرنے کے لئے یہ روایت گڑھی گئی ہے وہ تو موصوف کو پہلے ہی سے حاصل تھی، کیونکہ اگر اس شادی کو تسلیم کرلیا جائے تو حد اکثر، عمر کا رشتہ رسول سے سببی قرار پائیگا، حالانکہ آپ کی بیٹی حفصہ، زوجہ ٔرسول پہلے ہی ہو چکی تھیں، لہٰذا سببی رشتہ تو پہلے ہی سے تھا پھر عمر کیوں کہہ رہے تھے کہ یہ شادی میں رسول سے سببی رشتہ برقرار ہونے کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں ؟

۳۔ مؤلف کا مختصر تعارف

علامہ جلال الدین سیوطی کی شخصیت اہل علم کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے لیکن عوام الناس کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے حالات زندگی کو اختصار کے طور پر یہاں تحریر کیا جاتا ہے:

علامہ جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان سیوطی شافعی، یکم رجب المرجب بروز یکشنبہ ۸٤۹ ہجری، شہر اسیوط مصر میں پیدا ہوئے، ابھی آپ کا سن پانچ سال بھی نہیں ہوا تھا کہ باپ کا انتقال ہوگیا، آپ بچپن سے ہی علم دین پڑھنے میں مشغول ہوگئے، اور آٹھ سال ہونے تک قرآن کریم اور دیگر درسی رائج متون کو حفظ کرلیا، اور ۸٦٤ ہجری کے ابتداء تک قانونی حیثیت سے اچھے اور مایہ ناز طالب علم کی حیثیت سے شمار کیا جانے لگا، آپ نے فقہ، نحو، اصول اور دیگر اسلامی علوم پر کافی دست رسی حاصل کی، اور اس وقت کے پچاس سے زیادہ بزرگ علماء سے کسب فیض کیا، اور ۸٦٦ ہجری میں آپ نے اپنے علم کا کتابی شکل میں مظاہرہ کیا، اور ۸۷۱ ہجری میںمقام افتاء پر قدم رکھا، اور ۸۷۲ ہجری سے املاء حدیث کی مجلس ترتیب دی، آپ نے تلاش علم میں شام، حجاز، یمن، ہندوستان اور مغرب متعدد سفر کئے، اور یہاں کے علماء سے علمی مذاکرہ کیا، علامہ موصوف نے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، اصول فقہ، قرائت، تاریخ، اور طب جیسے موضوعات سے متعلق مختلف کتابیں تحریر کیں، جو آج بھی مرجع خاص و عام ہیں، لہٰذا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہت ہی زحمت کش اور قوی حافظہ کے مالک تھے چنانچہ آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے دو لاکھ حدیثیں حفظ کیں ہیں اور اگر اس سے زیادہ میسور ہوتیں تو ان کو بھی حفظ کر لیتا، آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ حدیثیں اس وقت روئے زمین پر موصوف کی اطلاع میں نہ تھیں، آپ کی چھوٹی اور بڑی کتابوں کو ملا کر تقریباً ۵۰۰ کتابیں ہوتی ہیں، آپ نہایت بردبار، پاکیزہ نفس اور پرہیزگار انسان سے تھے، ہمیشہ حکام وقت سے ملنے سے کتراتے اور ان کے تحائف اکثر رد کردیا کرتے تھے، عمر کے آخری حصہ میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کرکے پروردگار کی عبادت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی، آخر کار بروز پنجشنبہ ۹۱۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اور شہر خوش قوصون کے اطراف میں دفن کردیا گیا۔ (۱)

علامہ جلال الدین سیوطی کو جن وجوہات کی بنا پر آج تک یاد کیا جاتا ہے وہ ان کی وسعت تالیف و تصنیف ہے، علامہ ابن حماد حنبلی لکھتے ہیں: علامہ سیوطی کی تصانیف و تالیفات خود ان کے زمانہ میں شرق و غرب میں پھیل چکی تھیں۔ (۲) چنانچہ علامہ سیوطی کے وفادار شاگرد دائودی لکھتے ہیں: ان کی تالیفات کی تعداد پانچ سو تک پہنچتی ہے۔

علامہ سیوطی نہ صرف یہ کہ وسعت تالیف کے مالک تھے بلکہ آپ کی تالیفات میں دقت نظر بھی پائی جاتی ہے، بہر کیف یہاں پر ہم علامہ کی ان کتابوں کی ایک فہرست نقل کرتے ہیں جو ہماری دست رس میں تھیں:

۱- الاتقان فی علوم القرآن ۲- مسالک الحنفاء فی اسلام والدی المصطفی ﷺ ۳- نشر العالمین فی اخبار الابوین الشریفین ٤- العرف الوردی فی اخبار المہدی ٥- احیاء المیت بفضائل اہل البیت ٦- تفسیر الدر المنثور ۷-تفسیر الجلالین ۸- تلخیص البیان فی علامات المہدی صاحب الزمان

---

(۱) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب؛ ابن حماد حنبلی۔ معجم المصنفین؛ عمر رضا کحالہ.

(۲)شذرات الذہب.

۹-الثغور الباسمه فی مناقب فاطمه (س) ۱۰-تاریخ الخلفاء ۱۱- اللئالی المصنوعة فی احادیث الموضوعة ۱۲- المرقاة العلیة فی شرح الاسماء النبویة ۱۳- الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة (یسمی ایضاً التعظیم فی ان ابوی ﷺ فی الجنة) ۱٤- العجاجة الزرنبیة فی السلالة الزینبیة(س) ۱٥- الخصائص والمعجزات النبویة ۱٦- قطف ثمر فی موافقات عمر ۱۷- ابواب السعادة فی اسباب الشهادة ۱۸- الآیة الکبری فی شرح قصة الاسراء ۱۹- بلوغ المامول فی خدمة الرسول ۲۰-تدریب المراوی فی شرح تقریب النووی ۲۱- اتمام النعمة فی اختصاص الاسلام بهذه الامة ۲۲- القول الجلی فی حدیث الولی ۲۳- الاحادیث المنیفة ۲٤- احاسن الاقتباس فی محاسن الاقتباس ۲٥- الاحتفال بالاطفال ۲٦- الاخبار الماثورة فی الاطلاء بالنورة ۲۷- اخبار الملائکة ۲۸- الاخبار المرویة فی سبب وضع العربیة ۲۹-آداب الملوک ۳۰- ادب الفتیاء ۳۱- اذکار الاذکار ۳۲- الاذکار فی ماعقده الشعراء من الآثار ۳۳- اربعون حدیثاً فی فضل الجهاد ۳٤- اربعون حدیثاً فی ورقة ۳٥- اربعون حدیثاً من روایة مالک عن نافع عن ابن عمر ۳٦- الارج فی الفرج ۳۷- الارج المسکی ۳۸- ازالة الوهن عن مسئلة المرهن ۳۹- ازهار الاکام فی اخبار الاحکام ٤۰- الازهار الغضة فی حواشی الروضة ٤۱- الازهار الفائحة علی الفاتحة ٤۲- الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة ٤۳- الاساس فی مناقب بنی عباس ٤٤- الاسئلة المائة ٤٥- الاسئلة الوزیریة و اجوبتها ٤٦ - اسعاف المبطاء برجال الموطاء ٤۷- الاشباه والنظائر الفقهیة ٤۸- الاشباه والنظائر النحویة ٤۹- اطراف الاشراف بالاشراف علی الاطراف ٥۰- اعذب المناهل فی حدیث من قال انا عالم فهو جاهل ٥۱- اعمال الفکر فی فضل الذکر ٥۲- الافصاح ٥۳ -الاقتراح فی اصول النحو و جدله ٥٤- الاقتناص فی مسئلة التماص ٥٥- اکام المرجان فی احکام الجان ٥٦- الاکلیل فی استنباط التنزیل ٥۷ -الالفاظ المعرّبة ٥۸- الالفیة فی القرائت العشر ٥۹ -الالفیة فی مصطلح الحدیث ٦۰- القام الحجر لمن ذکی ساب ابی بکر و عمر ٦۱- انباء الاذکیاء بحیاة الانبیاء ٦۲- الانصاف فی تمییز الاوقاف ٦۳- انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب ٦٤- الویة النصر فی خصیصی بالقصر ٦٥- الاوج فی خبر عوج ٦٦- اتحاف الفرقہ برفو الخرقہ ٦۷- البارع فی اقطاع الشارع ٦۸- بدائع الزهور فی وقائع الدهور ٦۹- البدر الّذی انجلی فی مسئلة الولا ۷۰- البدور السافرة عن امور الاخرة ۷۱- البدیعة ۷۲- بذل الهمة فی طلب برائة الذمة ۷۳- البرق الوامض فی شرح تائیة ابن الفارض ۷٤- بزوغ الهلال فی الخصال الموجبة الظلال ۷٥- بسط الکف فی اتمام الصف ۷٦ - بشری الکئیب فی لقاء الحبیب ۷۷ -بغیة الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد ۷۸- بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة ۷۹- بلغة المحتاج فی مناسک الحاج ۸۰- اتحاف النبلاء فی اخبار الفضلاء ۸۱ -البهجة المرضیة فی شرح الالفیة ۸۲ -التاج فی اعراب مشکل المنهاج ۸۳ -تاریخ سیوط ۸٤-تاریخ العمر ۸٥-تارخ مصر ۸٦-تایید الحقیقة العلیة و تشیید الطریقة الشاذلیة ۸۷- تبییض الصحیفة ۸۸- تجرید العنایة فی تخریج احادیث الکفایة ۸۹ - تجزیل المواهب فی اختلاف المذاهب ۹۰- التحبیر لعلم التفسیر ۹۱- التحدث بنعمة الله ۹۲- تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص ۹۳- تحفة الانجاب بمسئلة السنجاب ۹٤- تحفة الجلساء برؤیة الله للنساء ۹٥ - تحفة الحبیب ۹٦- تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء ۹۷ - تحفة الکرام باخبار الاهرام ۹۸ - تحفة المجالس و نزهة المجالس ۹۹- تحفة المذاکر فی المنتهی من تاریخ ابن عساکر ۱۰۰- تحفة النابة بتلخیص المتشابة ۱۰۱-

تحفۃ الناسک ۱۰۲-التحبیر فی علم التفسیر ۱۰۳ - تخریج احادیث الدرۃ الفاخرۃ ۱۰٤ - تخریج احادیث شرح العقائد ۱۰۵-تذکرۃ المؤتسی بمن حدث و نسی ۱۰٦ -اتمام الدرایہ لقراء النقایہ ۱۰۷ - التذنیب فی الروایۃ علی التقریب ۱۰۸- ترجمان القرآن ۱۰۹- ترجمۃ البلقینی ۱۱۰- ترجمۃ النووی ۱۱۱ -تزیین الارائک فی ارسال النبی ﷺ الی الملائک ۱۱۲- تشنیف الاسماع بمسائل الاجماع ۱۱۳ -تشیید الارکان من لیس فی الامکان ابدع مما کان ۱۱٤ -تعریف الاعجم بحروف المعجم ۱۱۵ -التعریف باداب التالیف ۱۱٦ -تعریف الفئۃ اجوبۃ الاسئلۃ المائۃ ۱۱۷ -التعقیبات ۱۱۸ -التفسیر الماثور ۱۱۹-تقریب الغریب ۱۲۰ -تقریر الاستناد فی تیسیر الاجتہاد ۱۲۱ -تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش ۱۲۲-تناسق الدرر فی تناسب السور ۱۲۳- تنبیہ الواقف علی شرط الواقف ۱۲٤ -تنزیہ الاعتقاد عن الحلول و الاتحاد ۱۲۵- تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء ۱۲٦ -التنفیس فی الاعتذار عن الفتیاء و التدریس ۱۲۷ -تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی و الملک ۱۲۸ -تنویر الحوالک فی شرح موطاء الامام مالک ۱۲۹ -التوشیح علی التوضیح ۱۳۰- التوشیح علی الجامع الصحیح ۱۳۱- توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ۱۳۲ -ثلج الفؤاد فی احادیث لبس السواد ۱۳٤ -الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر ۱۳۵ -الجامع الکبیر ۱۳٦ - الجامع فی الفرائض ۱۳۷- جزء فی اسماء المدلسین ۱۳۸- جزء فی الصلاۃ ۱۳۹- جزء فی صلاۃ الضحی ۱٤۰- الجمانۃ ۱٤۱ - الجمع و التفریق فی الانواع البدیعۃ ۱٤۲ -جمع الجوامع ۱٤۳ -الجواب الجزم عن حدیث التکبیر جزم ۱٤٤- الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم ۱٤۵ -الجواہر فی علم التفسیر ۱٤٦-الجہر بمنع البروز علی شاطئ النہر ۱٤۷- حاطب اللیل و حارف سیل ۱٤۸ -حاشیۃ علی شرح الشذور ۱٤۹ -حاشیۃ علی القطیعۃ للاسنوی ۱۵۰ -حاشیۃ علی المختصر ۱۵۱- الحاوی للفتاوی ۱۵۲- الحجج المبینۃ فی التفضیل بین مکۃ والمدینۃ ۱۵۳ -حسن التعریف فی عدم التحلیف ۱۵٤ -حسن التسلیک فی عدم التشبیک ۱۵۵ -حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاہرۃ ۱۵٦ -حسن المقصد فی عمل المولد ۱۵۷-الحصر والاشاعۃ فی اشراط الساعۃ ۱۵۸- الحظ الوافر من المغنم فی استدراک الکافر اذا اسلم ۱۵۹ - حلیۃ الاولیاء ۱٦۰- حمائل الزہر فی فضائل السور ۱٦۱ -الحواشی الصغری ۱٦۲- الخبر الدال علی وجود القطب و الاوتاد و النجباء و الابدال ۱٦۳-الخلاصۃ فی نظم الروضۃ ۱٦٤ ـ خصائص یوم الجمعۃ ۱٦۵ -الدراری فی ابناء السراری ۱٦٦ -در التاج فی اعراب مشکل المنہاج ۱٦۷ -در السحابۃ فیمن دخل مصر من الصحابۃ ۱٦۸ -الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ ۱٦۹- الدر المنثور فی التفسیر الماثور ۱۷۰ -الدر المنظم فی الاسم الاعظم ۱۷۱- الدر النثیر فی تلخیص نہایۃ ابن الاثیر ۱۷۲- درج المعالی فی نصرۃ الغزالی علی المنکر المتعالی ۱۷۳- الدرج المنیفۃ ۱۷٤ درر البحار فی احادیث القصار ۱۷۵ -درر الحکم و غرر الکلم ۱۷٦ -الدرۃ التاجیۃ علی الاسئلۃ الناجیۃ ۱۷۷ -دفع التعسف عن اخوۃ یوسف ۱۷۸ -دقائق الملحۃ ۱۷۹- الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج ۱۸۰- دیوان الحیوان ۱۸۱ -دیوان خطب ۱۸۲- دیوان شعر ۱۸۳-ذکر التشنیع فی مسئلۃ التسمیع ۱۸٤- ذم زیارۃ الامراء ۱۸۵- ذم القضاء ۱۸٦ -ذم المکس ۱۸۷-الذیل الممہد علی القول المسدد ۱۸۸- الرحلۃ الدمیاطیۃ ۱۸۹- الرحلۃ الفیومیۃ ۱۹۰- الرحلۃ المکیۃ ۱۹۱-رسالۃ فی النعال الشریفۃ ۱۹۲-رشف الزلال ۱۹۳- رفع الباس عن بنی العباس ۱۹٤ -رفع الخدر عن قطع السدر ۱۹۵ -رفع الخصاصۃ فی

شرح الخلاصة ١٩٦ -رفع السنة فی نصب الزنة ١٩٧ -رفع شان الحبشان ١٩٨ -رفع الصوت بذبح الموت ١٩٩ -رفع اللباس و کشف الالتباس فی ضرب المثل من القرآن والالتماس ٢٠٠ -رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين ٢٠١- رفع اليد فی الدعا ٢٠٢- المروض الاريض فی طهر المحيض ٢٠٣- الروض المكلل والورد المعلل فی المصطلح ٢٠٤ -الرياض الانيقة فی شرح اسماء خير الخليقة ٢٠٥-الزجاجة فی شرح سنن ابن ماجة ٢٠٦- الزند الوری فی الجواب عن السئوال الاسكندريه ٢٠٧- الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم ٢٠٨- زهر الربی فی شرح المجتبی ٢٠٩- زوائد الرجال علی تهذيب الكمال ٢١٠ -زوائد شعب الايمان للبيهقی ٢١١ -زوائد نوادر الاصول للحكيم الترمذی ٢١٢ -زيادات الجامع الصغير ٢١٣ -السبل الجلية ٢١٤- السلاف فی التفضيل بين الصلاة والطواف ٢١٥ -السلالة فی تحقيق المقر والاستحالة ٢١٦- السماح فی اخبار الرماح ٢١٧ -السيف الصيقل فی حواشی ابن عقيل ٢١٨- السيف النطار فی الفرق بين الثبوت والتكرار ٢١٩-شد الاثواب فی سد الابواب ٢٢٠- شد الرحال فی ضبط الرجال ٢٢١ -شذ العرف فی اثبات المعنی للحرف ٢٢٢- شرح ابيات تلخيص المفتاح ٢٢٣ -شرح الاستعاذة والبسملة ٢٢٤ -شرح البديعة ٢٢٥ -شرح التدريب ٢٢٦- شرح التنبيه ٢٢٧- شرح الرجبية فی الفرائض ٢٢٨- شرح الروض ٢٢٩ -شرح الشاطبية ٢٣٠ -شرح شواهد المغنی ٢٣١- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ٢٣٢ -شرح ضروری التصريف ٢٣٣- شرح عقود الجمان ٢٣٤ -شرح الكافية فی التصريف ٢٣٥- شرح الكوكب الساطع ٢٣٦- شرح الكوكب الوقاد فی الاعتقاد ٢٣٧- شرح لغة الاشراف فی الاسعاف ٢٣٨- شرح الملحة ٢٣٩ -شرح النقاية ٢٤٠ -شرح بانت سعاد ٢٤١ -شرح تصريف العزی ٢٤٢- الشماريخ فی علم التاريخ ٢٤٣ -الشمعة المضيئة ٢٤٤- شوارد الفوائد ٢٤٥- الشهد ٢٤٦ - صون المنطق والكلام عن فنی المنطق والكلام ٢٤٧- ضوء الشمعة فی عدد الجمعة ٢٤٨ -ضوء الصباح فی لغات النكاح ٢٤٩ -الطب النبوی ٢٥٠ -طبقات الاصوليين ٢٥١- طبقات الحفاظ ٢٥٢- طبقات شعراء العرب ٢٥٣- طبقات الكتاب ٢٥٤ -طبقات المفسرين ٢٥٥ -طبقات النحاة الصغری ٢٥٦- طبقات النحاة الوسطی ٢٥٧ -طلوع الثريا باظهار ماكان خفيا ٢٥٨ طی اللسان عن ذم الطيلسان ٢٥٩ الظفر بقلم الظفر ٢٦٠ -العاذب السلسل فی تصحيح الخلاف المرسل ٢٦١- العشاريات ٢٦٢- عقود الجمان فی المعانی والبيان ٢٦٣ -عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد ٢٦٤- عين الاصابة فی معرفة الصحابة ٢٦٥ -غاية الاحسان فی خلق الانسان ٢٦٦ -الغنية فی مختصر الروضة ٢٦٧- فتح الجليل للعبد الذليل فی الانواع البديعية المستخرجة من قوله تعالی: "ولی الذين آمنوا" ٢٦٨- الفتح القريب علی مغنی اللبيب ٢٦٩- فتح المطلب المبرور وبرد الكبد المحرور فی الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور ٢٧٠ - فتح المغالق من انت تالق ٢٧١-فجر الثمد فی اعراب اكمل الحمد ٢٧٢ -فصل الحدة ٢٧٣ -فصل الخطاب فی قتل الكلاب ٢٧٤ -فصل الشتاء ٢٧٦ -فصل الكلام فی حكم السلام ٢٧٧- فصل الكلام فی ذم الكلام ٢٧٨ -فضل موت الاولاد ٢٧٩ -فلق الصباح فی تخريج احاديث الصحاح (يعنی صحاح اللغة للجوهری) ٢٨٠ -الفوائد المتكاثرة فی الاخبار المتواترة ٢٨١ -فهرست المرويات ٢٨٢ -قدح الزند فی السلم فی القند ٢٨٣ -القذاذة فی تحقيق محل الاستعاذة ٢٨٤ -قصيدة رائية ٢٨٥-قطر الندا فی ورود الهمزة للنداء ٢٨٦ -قطع المجادلة عند تغيير المعاملة

۲۸۷ -قطف الازہار فی کشف الاسرار ۲۸۸- قلائد الفوائد ۲۸۹- القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۲۹۰ -الجوبۃ الزکیہ عن الالغاز السبکیۃ ۲۹۱- القول الحسن فی الذب عن السنن ۲۹۲ -القول الفصیح فی تعیین الذبیح ۲۹۳ -القول المجمل فی المرد علی المہمل ۲۹٤ -القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق ۲۹۵- القول المشید فی الوقف المؤبد ۲۹٦-القول المضی فی الحنث فی المضی ۲۹۷ -الکافی فی زوائد المہذب علی الوافی ۲۹۸- الکاوی علی السخاوی ۲۹۹- کتاب الاعلام بحکم عیسی علیہ السلام ۳۰۰- کشف التلبیس عن قلب اہل التدلیس ۳۰۱ -کشف الریب عن الجیب ۳۰۲ -کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ ۳۰۳ -کشف الضبابہ فی مسألۃ الاستنابۃ ۳۰٤ -کشف المغطاء فی شرح الموطاء ۳۰۵- کشف النقاب عن الالقاب ۳۰٦ -الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ ۳۰۷ -الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع ۳۰۸-الکلام علی اول الفتح ۳۰۹- الکلام علی حدیث ابن عباس احفظ اللہ یحفظک ۳۱۰- الکلم الطیب والقول المختار فی المأثورۃ من الدعوات والاذکار ۳۱۱- لباب النقول فی اسباب النزول ۳۱۲- لب اللباب فی تحریر الانساب ۳۱۳- لبس الیلب فی الجواب عن ایراد الحلب ۳۱٤ -لم الاطراف و ضم الاتراف ۳۱۵ -اللمع فی اسماء من وضع الاربعون المتباینۃ ۳۱٦ -اللمعۃ فی تحریر الرکعۃ لادراک الجمعۃ ۳۱۷ -اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق ۳۱۸ -ما رواہ الواعون فی اخبار الطاعون ۳۱۹ -المباحث الزکیۃ فی المسألۃ الدورکیۃ ۳۲۰ -مجمع البحرین و مطلع البدرین فی التفسیر ۳۲۱ -مختصر الاحکام السلطانیۃ للماوردی ۳۲۲ -مختصر الاحیاء ۳۲۳- مختصر الالفیۃ ۳۲٤- مختصر تہذیب الاحکام ۳۲۵ -مختصر تہذیب الاسماء ۳۲٦- مختصر شرح ابیات تلخیص المفتاح ۳۲۷- مختصر شفاء الغلیل فی الذم الصاحب والخلیل ۳۲۸- مختصر معجم البلدان ۳۲۹ -مختصر الملحۃ ۳۳۰- المدرج الی المدرج ۳۳۱- مذل العسجد لسوال المسجد ۳۳۲- مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع ۳۳۳ مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد ۳۳٤ -مسألۃ ضربی زیداً قائما ۳۳۵ -المستظرفۃ فی احکام دخول الحشفۃ ۳۳٦- المسلسلات الکبری ۳۳۷ -المصاعد العلیۃ فی قواعد النحویۃ ۳۳۸- المصابیح فی صلاۃ التراویح ۳۳۹- مطلع البدرین فیمن یوتی اجرین ۳٤۰- المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ ۳٤۱ -معترک الاقران فی مشترک القرآن ۳٤۲ -مفاتح الغیب فی التفسیر ۳٤۳- مفتاح الجنۃ فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۳٤٤ مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن ۳٤۵ -المقامات ۳٤٦ -مقاطع الحجاز ۳٤۷- الملتقط من الدرر الکامنۃ ۳٤۸- مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا ۳٤۹ -المنتقی ۳۵۰- منتہی الامال فی شرح حدیث " انما الاعمال " ۳۵۱- المنجلی فی تطور الولی ۳۵۲- المنحۃ فی السبحۃ ۳۵۳- من عاش من الصحابۃ مأۃ و عشرین ۳۵٤ من وافقت کنیتہ زوجتہ من الصحابۃ ۳۵۵ -منہاج السنۃ و مفتاح الجنۃ ۳۵٦ -المنی فی الکنی ۳۵۷ -المہذب فی ما وقع فی القرآن من المعرب ۳۵۸- میزان المعدلۃ فی شرح البسملۃ ۳۵۹ -نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر ۳٦۰- نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر ۳٦۱ -نظم التذکرۃ ۳٦۲ -نظم الدرر فی علوم الاثر ۳٦۳ -النفحۃ المسکیۃ والتحفۃ المکیۃ ۳٦٤-النقایۃ فی اربعۃ عشر علماً ۳٦۵- النقول المشرقۃ فی مسألۃ الفقۃ ۳٦٦- النکت البدیعات ۳٦۷- النکت علی الالفیۃ والکافیۃ والشافیۃ والشذور والنزہۃ ۳٦۸-نکت علی حاشیۃ المطول لابن العقری ۳٦۹- نکت علی شرح الشواہد للعینی ۳۷۰ -نور الحدیقۃ ۳۷۱ -الوافی فی مختصر التنبیہ ۳۷۲- الورقات

المقدمة٣٧٣- الوسائل الی معرفة الاوائل ٣٧٤ وصول الامانی باصول التهانی ٣٧٥- ہدم الجانی علی البانی ٣٧٦- ہمع الهوامع فی شرح جمع الجوامع ٣٧٧ - الهیئة السنیة فی الهیئة السنیة٣٧٨- الید البسطی فی الصلاة الوسطی - ٣٧٩ الینبوع فیما زاد علی الروضة من الفروع ۔

٤۔ رواۃِ احادیث اور علمائے اہل سنت کے اسمائے گرامی

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے اس رسالہ میں جن جلیل القدر اور عظیم الشان راویوں اور علمائے اہل سنت سے روایتیں نقل کی ہیں اگرچہ ان کے مختصر حالات کتاب کے حاشیہ میں نقل کردئے گئے ہیں لیکن یہاں قارئین کی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اسمائے گرامی ذیل میں یکجا نقل کئے جارہے ہیں:

راویوں کے اسمائ:

١۔ سعید بن جبیر ٢۔ حضرت ابن عباس ٣۔ مطلب بن ربیعہ ٤۔ زید بن ارقم ٥۔ زید بن ثابت ٦۔ ابو سعید خدری ٧۔ حضرت ابو بکر صدیق ٨۔ حضرت امام حسن ٩۔ حضرت علی ١٠۔ عبد اللہ ابن عمر ١١۔ جابر بن عبد اللہ انصاری ١٢۔ عبد اللہ ابن جعفر ١٣۔ سلمہ بن الاکوع ١٤۔ ابو ہریرہ ١٥۔ عبد اللہ ابن زبیر ١٦۔ حضرت ابوذر ١٧۔ حضرت فاطمہ الزہرا ١٨۔ حضرت عمر فاروق ١٩۔ انس بن مالک ٢٠۔ ابن مسعود ٢١۔ مطلب بن عبد اللہ ٢٢۔ حکیم ٢٣۔ حضرت عثمان غنی ٢٤۔ زوجہ رسول حضرت عائشہ

علمائے اہل سنت کے نام:

١۔ سعید بن منصور ٢۔ ابن المنذر ٣۔ ابی حاتم ٤۔ ابن مردویہ ٥۔ طبرانی ٦۔ ترمذی ٧۔ امام احمد بن حنبل ٨۔ نسائی ٩۔ حاکم ١٠۔ مسلم ١١۔ عبد بن حمید ١٢۔ ابو احمد ١٣۔ ابو یعلی ١٤۔ امام بخاری ١٥۔ ابن جریر ١٦۔ عقیلی ١٧۔ ابن شاہین ١٨۔ خطیب ١٩۔ دیلمی ٢٠۔ حافظ ابو نعیم ٢١۔ باوردی ٢٢۔ ابن عدی ٢٣۔ ابن حبان ٢٤۔ امام بیہقی ٢٥۔ ابن ابی شیبہ ٢٦۔ مسدد ٢٧۔ بزار ٢٨۔ ابن عساکر۔

٥۔حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ کی مختصر توثیق

حدیث ثقلین:

حدیث ثقلین کی ٣٤ صحابہ و صحابیات نے جناب رسولخدا ﷺ سے روایت کی ہے، اور دور تالیف سے آج تک ہر عہد کے علماء، انہیں حدیث و سیرت و مناقب و تاریخ کی کتابوں میں درج کرتے چلے آئے ہیں:

١۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے بزار، محب الدین طبری، دولالی، سخاوی، سمہودی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں حدیث ثقلین کو درج کیا ہے۔

۲۔ امام حسن سے، ابن قندوزی نے "ینابیع المودۃ" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۳۔ سلمان فارسی سے بھی قندوزی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

٤۔ حضرت ابوذر غفاری سے (صحیح ترمذی)

٥۔ ابن عباس سے (قندوزی)

٦۔ ابوسعیدی خدری (مسعودی، طبری، ترمذی و غیرہ)

۷۔ جابر بن عبد اللہ انصاری (ترمذی، ابن اثیر و غیرہ)

۸۔ ابوالہیثم تیہان (سخاوی وقندوزی)

۹۔ ابورافع (سخاوی وقندوزی)

۱۰۔ حذیفہ یمان (، محب الدین طبری، مودۃ القربی)

۱۱۔ حذیفہ بن اسید غفاری (ترمذی، ابونعیم اصفہانی، ابن اثیر، سخاوی و غیرہ)

۱۲۔ خزیمہ بن ثابت (سخاوی، سہمودی، قندوزی)

۱۳۔ ابوہریرہ (بزار، سخاوی، سہمودی)

۱٤۔ زیدبن ثابت (احمدبن حنبل، محب الدین طبری، ابن اثیر و غیرہ)

۱۵۔ عبد اللہ بن حنطب (طبرانی، ابن اثیر وغیرہ)

۱٦۔ جبیر بن مطعم (ابونعیم اصفہانی و غیرہ)

۱۷۔ براابن عازب (ابونعیم اصفہانی)

۱۸۔ انس بن مالک (ابونعیم اصفہانی)

۱۹۔ طلحہ بن عبید اللہ بن تمیمی (قندوزی)

۲۰۔ عبد الرحمن بن عوف (قندوزی)

۲۱۔ سعد بن وقاص (قندوزی)

۲۲۔ عمرو بن عاص (خوارزمی)

۲۳۔ سہل بن سعد انصاری (سخاوی، سمہودی)

۲٤۔ عدی بن حاتم (سخاوی، سمہودی و غیرہ)

۲۵۔ عقبہ بن عامر (سخاوی وغیرہ)

۲٦۔ ابو ایوب انصاری (سخاوی)

۲۷۔ شریح خزاعی(سخاوی ، سمہودی و غیرہ)

۲۸۔ ابو قدامہ انصاری(سخاوی وغیرہ)

۲۹۔ ضمیرہ ٔ اسلمی(سخاوی وغیرہ)

۳۰۔ ابو لیلی انصاری (سخاوی ، سمہودی ، قندوزی)

۳۱۔ حضرت فاطمہ الزہرا (قندوزی)

۳۲۔ ام المومنین ام سلمہ(سخاوی س، سمہودی)

۳۳۔ ام ہانی بنت ابو طالب(سخاوی، سمہودی وغیرہ)

۳٤۔ زید بن ارقم (صحیح مسلم ،مسند احمد بن حنبل ، کنزالعمال ۔ سیوطی؛ در منثور،ترمذی)

حدیث ثقلین پر علامہ ابن حجر ہیثمی کی ایک نظر :

سمی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ، القرآن وعترته ،وهی الاهل والنسل والرهط الادنون، ثقلین، لان الثقل کل نفیس خطیر مصون، وهٰذان کذلک، اذ کل منهما معدن للعلوم اللُّدنیّة والاسراروالحکم العلیة والاحکام الشرعیة ، ولذا حث ﷺ علی الاقتداء والتمسک بهم

رسول خدا ﷺ نے قرآن و عترت کو جو کہ آپ کے اہل و نسل و قریب تر لوگ ہیں ، ثقلین فرمایا ، اس لئے کہ ثقل "ہر نفیس و گرانقدر شئے کو کہتے ہیں" - اور یہ دونوں اسی طرح ہیں بھی- کیونکہ یہ دونوں علوم لدنی ، بلند اسرار و حکم اور احکام شرعی کے معدن ہیں ، اسی لئے رسول خدا ﷺ نے ان سے تمسک اور ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے ۔[1]

حدیث سفینہ:

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل ، امام مسلم ، ابن قتیبہ دینوری، بزار ، ابو یعلی موصلی ، طبری ، صولی صاحب کتاب الاوراق ، ابو الفرج اصفہانی ، طبرانی، حاکم نیشاپوری ، ابن مردویہ اصفہانی ، ثعلبی ، ابو نعیم اصفہانی، ، ابن عبد البر ، خطیب بغدادی ، ابن مغازلی ، سمعانی ، فخر الدین رازی ، سبط ابن جوزی، محمد بن یوسف گنجی ، شہاب الدین حلبی ، نظام اعرج نیشاپوری، خطیب تبریزی ، طیبی شارح مشکاۃ، جمال الدین زرندی ، شہاب الدین قندوزی ، حموی جوینی ، ابن صباغ مالکی ، علی قاری اور عبد الرؤوف مناوی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں درج کیا ہے ۔

---

(۱) علامہ ابن حجر ہیثمی مکی؛الصواعق المحرقۃ، ص۷۵.

قارئین کرام ! مقدمۂ کتاب کے طولانی ہونے کی بنا پر آپ سے بیحد معذرت خواہ ہیں، چونکہ اس کتاب سے مربوط کچھ مطالب ایسے تھے کہ جن کی وجہ سے ضرورت اس بات کی محسوس ہورہی

کہ مقدمہ میں ان پر قدرے روشنی ڈالی جائے ،بہر حال اس کتاب کا پہلی دفعہ اردو ترجمہ دو بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے ، امید ہے کہ مؤمنین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھا تے ہوئے ناچیز کو دعائوں میں یاد رکھیں گے، آخر میں ہم خدا وند متعال کی بارگاہ اقدس میں دست بہ دعا ہیں کہ تا دم آخر قرآن اور اہل بیت (ع) کا دامن ہمارے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔ (آمین)

والسلام

مترجم: محمد منیر خان لکھیم پوری ہندی
گرام وپوسٹ بڑھیاً، ضلع کھیری لکھیم پور
یوپی ۔ ہندوستان.
۱۸ ذی الحجہ (بروز عید سعید غدیر)
مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۵ ء بروز شنبہ
مقیم حال: قم مقدس، جمہوری اسلامی ایران

بسم االله الرحمن الرحیم

الحمد الله وسلام علی عباده الذین اصطفی .

هذه ستون حدیثا اسمیتها :" اِحْیایٔ الْمَیْتْ بِفَضَائِلِ اَهْلِ الْبَیْتْ".

تمام تعریفیں خداوند متعال سے مخصوص ہیں، اور سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

یہ ساٹھ عدد حدیثیں ہیں جن کے مجموعہ کا نام میں نے"احیاء المیت بفضائل اہل البیت(ع)"(فضائل اہل بیت سے احیاء میت)رکھا ہے۔

پہلی حدیث(۱):

رسول کے قرابتداروں کی مودت ہی اجر رسالت ہے.

اخرج سعید بن منصور فی سننہ ، عن سعید بن جبیر، فی قولہ تعالی :

(قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّاالْمُوَدَّةَ فِيْ الْقُرْبٰى) قال:قربى رسول االله ﷺ .

سعید بن منصور (۲)نے اپنی سنن میں سعید بن جبیر (۳)سے آیۂ مودت:

(قل لااسئلكم عليه اجراًالاالمودة فى القربى)

(اے رسول !تم ان سے کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت)کا اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا)(٤)کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ" القربی"سے مراد؛رسول اسلام ﷺ کے قرابتدار ہیں ۔(٥)

اسناد ومدارک کی تحقیق:

(۱)محترم قارئین! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں قول ، فعل اور تقریر رسول کو حدیث کہا جاتا ہے ، اسی طرح رسول کے خَلقی اور خُلقی اوصاف نیز صحابہ اور تابعین کے کلام کو بھی اہل سنت کے یہاں حدیث کہا گیا ہے .

ڈاکٹر نورالدین عتر؛ منہج النقد،ص ۲۷۔ دکتر صبحی الصالح؛علوم الحدیث و مصطلحہ،ص ٤٢٦۔

لیکن شیعہ علماء کی اصطلاح میں حدیث وہ کلام ہے جو معصوم کے فعل، قول اور تقریر کی حکایت کرے .

سید حسن الصدر الکاظمی ؛نہایۃ الدرایۃ،ص ۸۰۔ شیخ عبد اللہ مامقانی ؛مقباس الہدایہ فی علم الدرایۃ جلد۱ ،ص۵۹۔

(۲)ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی یا طالقانی؛ آپ جوزجان میں متولد ہوئے، اور بلخ میں پرورش پائی، اور آپ نے دیگر ممالک کی طرف متعدد سفر کیا، آخر کار مکہ میں سکونت اختیار کی، اوریہیں ۲۲۷ ھ میں وفات پائی ،امام مسلم نے ان سے روایت نقل کی ہے ، ان سے مروی احادیث کتب صحاح ستہ میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں ، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ،جلد۱ ، ص ٤١٦، ٤١٧۔ تاریخ البخاری ،جلد ۲ ، ص ٤٧٢۔ الجرح والتعدیل جلد ۱ ، ص٦٨۔ مختصر تاریخ دمشق ،جلد٦، ص ١٧٥ ۔ تہذیب التہذیب جلد ۳ ، ص ۸۹ ، ۹۰.

(۳)ابو محمد سعید بن جبیر بن ہشام اسدی والبی؛آپ ٤٦ ھ میں پیدا ہوئے ، اور ۹۵ھ میں ٤٩ سال کے سن میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں قتل ہوئے،آپ کی شہادت کے بعد ابن جبیر نے عبد االلہ بن عباس اور عبد االلہ بن عمر کی شاگردی اختیار کی ، یہ جملہ تابعین میں بہت ہی بلند پایہ کے عالم دین شمار کئے جاتے ہیں ، اور انھیںتفسیر قرآن لکھنے والے گروہ میں قدیم ترین مفسر قرآن مانا جاتا ہے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ،جلد۱، ص ۷۶،۷۷۔ طبقات ابن سعد جلد ٦،ص٢٥٦،٢٦٧۔ الجرح والتعدیل جلد ۱ ، ص۹۔تہذیب التہذیب جلد ٤ ، ص ١١،١٤.

(٤) سورہ شوری آیت ٢٣ .

(٥)مذکورہ حدیث کو درج ذیل علمائے اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے:

سیوطی ؛ تفسیر در منشور ج ٦ ، ص٧.حسکانی ؛ شواہد التنزیل جلد٢، ص ١٤٥. حاکم؛مستدرک الصحیحین جلد٣ ، ص ١٧٢. ابن حجر ؛ صواعق محرقۃ ص ١٣٦ ۔ طبری ؛ ذخائر العقبی ص٩۔

دوسری حدیث:

رسول ﷺ کے قرابتدار کون لوگ ہیں؟

اخرج ابن المنذر،و ابن ابی حاتم،و ابن مَرْدَوَیْه ، فی تفاسیرهم ، والطبرانی فی المعجم الکبیر ، عن ابن عباس ؛لما نزلت هذه الآیة :(قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّاالْمُوَدَّةَ فِیْ الْقُرْبٰی)قالوا : یا رسول الله! من قرابتک هولاء الذین وجبت علینا مودتُهم ؟ قال:((علی وفاطمة وولداهما)).

ترجمہ:۔ابن منذر (۱)ابن ابی حاتم (۲)اور ابن مردویہ (۳)نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی (٤)نے اپنی کتاب" المعجم الکبیر "میں ابن عباس (۵)سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت:

(قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّاالْمُوَدَّةَ فِیْ الْقُرْبٰی)

نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ! آپ کے وہ قرابتدار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے؟

تو رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ علی، (٦)فاطمہ (۷) اور ان کے دونوں بیٹے (امام حسن اور امام حسین) ہیں۔ (۸)

اسناد ومدارک کی تحقیق:

(۱) ابو بکر محمد بن ابراہیم ابن منذر نیشاپوری؛ آپ بہت بڑے حافظ، فقیہ، مجتہد اور مسجد الحرام کے پیش امام تھے، آپ کی مشہور کتابیں: المبسوط فی الفقیہ، الاشراف فی اختلاف العلماء اور کتاب الاجماع ہیں،آپ ۲٤۳ھ میں متولد ہوئے اور ۳۱۸ھ میں اللہ کو پیارے ہوگئے،آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۷۸۳، ۷۸۲۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد۲، ص ۱۰۸، ۱۰۲۔ کتاب الاعلام جلد ٦، ص ۱۸٤۔ شذرات الذہب جلد۲، ص ۲۸۰۔

(۲)ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمدبن ادریس بن منذر تمیمی حنظلی رازی؛

آپ ۲٤۰ھ میں شہر"رَے"میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ھ میں اسی شہر میں دنیا سے گزر گئے، آپ کا اپنے زمانے کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا، اور آپ نے علم حدیث کو اپنے والد محترم اور فن جرح وتعدیل کے ماہر جناب ابو ذرعہ جیسے اساتذہ سے سیکھا، اسی طرح آپ کا شمار علم قرائت کے مشہور علماء میں ہوتا تھا، علم دین کی تلاش میں آپ نے مکہ، دمشق، مصر، اصفہان اور دیگر شہروں کی جانب متعدد سفر کئے،بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ جلد۲، ص ۸۳۲، ۸۲۹۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد ۲،ص ۳۲۸، ۳۲٤۔ شذرات الذہب جلد۲، ص۳۰۸،۳۰۹۔ فوات الوفیات جلد ۱ ص ۵٤۳، ۵٤۲۔ طبقات الحنابلہ جلد ۲، ص ۵۵۔ لسان المیزان جلد۳، ص ٤۳۲، ٤۳۳۔

المیزان جلد۳، ص ٤۳۲۔ مرآة الجنان جلد۳، ص ۲۸۹۔

(۳)ابو بکر بن احمد موسی بن مردویہ بن فورک اصفہانی؛ آپ ہی تفسیر ابن مردویہ،تاریخ ابن مردویہ "وچند دیگر کتابوں کے مؤلف ہیں،آپ کا شمار اپنے معاصر محدثین، مؤرخین، مفسرین اور علم جغرافیہ کے جاننے والوں مینھوتا ہے، آپکی پیدائش ۳۲٤ھ میں اور وفات ٤۱۰ھ میں ہوئی،بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرة الحفاظ جلد۲، ص ۱۰۵۱۔۱۰۵۰۔ اخبار اصفہان جلد ۱، ص ۱٦۸۔ المنتظم جلد۳، ص ۲۹٤۔

(٤)ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی طبرانی؛ آپ ۲٦۰ھ میں شہر عکا میں متولد ہوئے، اور سو سال کی عمر میں ۳٦۰ھ میں شہر اصفہان میں انتقال کرگئے، آپ نے حدیث رسول کی تلاش میں حجاز، یمن، ایران اور الجزیرہ وغیرہ کے متعدد سفر کئے، آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں: المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرة الحفاظ جلد۳، ص ۹۱۲،۹۱۸۔ ذکراخبار اصفہان جلد ۱، ص ۳۲۵۔ میزان الاعتدال جلد۲، ص ۱۹۰۔ النجوم الزاہرة جلد٤، ص ۵۹۔ الاعلام جلد۳، ص ۱۸۱۔ لسان المیزان جلد ۲، ص۷٤۔

(۵)ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب قرشی ہاشمی؛ آپ حبر امت، جلیل القدر صحابی تھے،آپ ہجرت کے تین سال پہلے دنیا میں آئے، رسول اسلام نے دعا فرمائی تھی کہ خدا ان کو دین اسلام کا فقیہ قرار دے، اور علم تاویل عطا فرمائے، صحاح ستہ کے مؤلفین نے سولہ سو ساٹھ]۱٦٦۰[حدیثیں اپنی کتب صحاح میں ان سے نقل کی ہیں، موصوف نے جنگ صفین اور جنگ جمل میں حضرت علی کی طرف سے شرکت کی تھی، اور واحدی کے قول کے مطابق آپ کی وفات ۷۲ سال کی عمر میں ٦۸ھ میں شہر طائف میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

وفیات الاعیان جلد۳، ص ٦۳، ٦۲۔ الاصابة جلد٤، ص ۹٤، ۹۰۔ جوامع السیرة ص ۲۷٦۔ تذکرة الحفاظ جلد ۱، ص ٤۲۵۔ العقد الثمین جلد۵، ص۱۹۰۔ نکت الهمیان ص ۱۸۰۔ تاریخ دمشق جلد٦، ص ۲٦۰۔ الاعلام ج ٤، ص ۲۲۸۔ لسان المیزان جلد ۳ ص ۷۳۔

(٦)ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب(ع)؛ آپ کی ولادت بعثت سے دس سال قبل مکہ میں ہوئی، اور آغوش رسالت میں پرورش پائی،کتاب" الاصابہ" میں ابن حجر کے قول کے مطابق آپ ہی پہلے وہ فرد ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ،(اظہار اسلام کیا)آپ نے سوائے جنگ تبوک کے اسلام کی تمام مشہور جنگوں میں شرکت فرمائی، کیونکہ اس جنگ میں آپ مدینہ میں رسول کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے قیام پذیر رہے، آپ کے بیشمار فضائل ہیں، چنانچہ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں:

جتنے فضائل و مناقب علی کے لئے رسول ﷺ سے نقل ہوئے ہیں اس مقدار میں کسی بھی صحابی کیلئے نقل نہیں ہوئے ہیں،آپ کی شہادت ۲۱ رمضان المبارک ٤۰ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

الاصابۃ جلد ٤، ص ٢٧١، ٢٦٩ـ تذکرۃ الحفاظ جلد ١، ص ١٢، ١٠ـ حلیۃ الاولیاء جلد ١، ص ٧٨، ٦١ـ الاستیعاب جلد ٢ ص ٤٦١ـ اسد الغابۃ جلد ٤، ص ٢٩٢ـ

(٧) آپ ہی سیدۃ نساء العالمین، حسنین کی مادر گرامی، جناب خدیجہ کی لخت جگر اور رسول اسلام کی دختر نیک اختر ہیں، آپ خدا کے نبی کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز تھیں، آپ کی ذات سے رسول کی نسل چلی، بعض اقوال کی بنا پر آپ کی ولادت با سعادت؛ ٢٠ جمادی الثانیہ بروز جمعہ، بعثت سے دو سال قبل شہر مکہ میں ہوئی، البتہ شیخ کلینی اور ابن شہر آشوب نے شہزادی کی تاریخ ولادت کو بعثت سے پانچ سال قبل حضرت امام جعفر صادق سے نقل فرمائی ہے، اور یہی مشہور بھی ہے، اور امام جعفر صادق کے نقل کے مطابق آپ کے شہادت ٣ جمادی الثانیہ ١١ ھ میں ہوئی۔دیکھئے:

کتاب اعیان الشیعۃ جلد ٢، ص ٢٧١، ٣٢٠.

(٨) اس حدیث کو اہل سنت کے مشہور و جلیل القدر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، چنانچہ حسب ذیل کتابیں دیکھئے:

سیوطی؛ در منثور جلد ٦، ص ٧.

(سیوطی نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے).

طبرانی المعجم الکبیر؛ جلد ١، ص ١٢٥.(قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری، دمشق سوریہ).

ابن حجر ہیثمی؛ مجمع الزوائد جلد ٩، ص ١١٨ـ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ٢٥ـ

محب الدین طبری کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی اپنی کتاب" المناقب" میں نقل کیا ہے.

ابن صباغ مالکی؛ الفصول المہمۃ ص ٢٩.

ابن صباغ نے بغوی سے مرفوع سند کے ساتھ ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے.

قرطبی؛ الجامع لاحکام القرآن جلد ١٦، ص ٢١، ٢٢.

قرطبی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث میں دو بیٹوں سے مراد رسول اسلام کے دونوں نواسے حسنین ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں.

تفسیر کشاف جلد ٢، ص ٣٣٩ـ اسعاف الراغبین ص ٢٠٥ـ ارشاد العقل السلیم جلد ١، ص ٦٦٥. حلیۃ الاولیاء جلد ٣، ص ٢٠١ـ مسند امام احمد بن حنبل جلد ١، ص ٢٢٩ـ شواہد التنزیل جلد ٢، ص ٣٠ و ص ١٥٠ـ تفسیر طبری جلد ٢٥، ص ١٧ـ تفسیر ابن کثیر جلد ٤، ١١٢ـ الصواعق المحرقۃ ص ١٠١ـ نزل الابرار ص ٣١ـ ینابیع المودۃ ص ٢٦٨. الغدیر جلد ٣، ص ١٢٧.

تیسری حدیث :

حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے

اخرج ابن ابی حاتم،عن ابن عباس فی قوله تعالی:(وَمَنْ يَقْتَرِف حَسَنَةً)قال : ((المودة لآل مُحَّد)).

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیہ ومن یقترف حسنة :اور جو شخص بھی ایک نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کردیں گے)(۱)کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آیت میں "حسنة" سے مراد آل محمد ﷺ کی مودت ہے ۔(۲)

چوتھی حدیث :

ایمان کا دار و مدار آل محمدکی محبت و مودت پر ہے

اخرج احمد ، والتِّرمذی و صححه ،والنسائی والحاکم ،عن المطلب بن ربیعة ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((والله لا یدخل قلب امریء مسلم ایمان حتی یحبکم الله ولقرابتی))

احمد،(۳)ترمذی (٤)(صحیح سند کے ساتھ)، نسائی (٥)اور حاکم(٦) نے مطلب بن ربیعہ (٧) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا :

قسم بخدا کسی بھی مسلم مرد کے دل میں اس وقت تک " ایمان "(۸) داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کی رضایت اور میری قرابتداری کی وجہ سے تم (اہل بیت) کو دوست نہ رکھے ۔ (۹)

اسناد ومدارک کی تحقیق:

(۱)سورہ شوری آیت ۲۳.

(۲)مذکورہ حدیث علمائے اہل سنت کی دیگر کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے ، چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں:

سیوطی ؛ تفسیر در منثور جلد ٦ ، ص ٧۔ تفسیر کشاف جلد ۳، ص ٤٦٨۔ الفصول المہمۃ ص ۲۹۔ الجامع لا حکام القرآن جلد ١٦ ، ص ۲٤۔

قرطبی مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں : اقتراف کے معنی حاصل اور اکتساب کرنے کے ہیں جس کا مادہ قرف بمعنی کسب ہے، اور اقتراف بمعنی اکتساب آیا ہے .

الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۱۔ الشواہد التنزیل جلد ۲ ،ص ١٤٧۔ فضائل الخمسۃ ج ۲، ص ٦٧۔

(۳)ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال ذہلی شیبانی مروزی بغدادی ؛ آپ ١٦٤ھ میں پیدا ہوئے، اور ۷۷ سال گزار کر ۲٤١ھ میں شہر بغداد میں چل بسے ، آپ کو اہل سنت کے فقہی چاروں اماموں میں سے ایک جلیل القدر امام کے طور پر مانا اور

پہنچانا جاتاہے ، آپ ایک بلند پایہ کے حافظ اور محدث تھے ،یہاں تک کہ دس لاکھ حدیثیں آپ کو یاد تھیں، آپ کی اہم ترین کتاب "المسند" ہے، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں مینّنقل کی گئی ہے :

شذرات الذہب ، جلد ۲ ، ص ۹۸ ،۹٦.تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ، ص ٤٤۲، ٤٤۱.

(٤)ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی ؛ آپ جلیل القدر محدث، نابینا اور امام بخاری کے خاص شاگرد تھے ،آپ ۲۱۰ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۷۹ ھ میں شہر ترمذ میں گزر گئے ، اشتیاق علم میں خراسان ، عراق ، اوردیگر شہروں وغیرہ کا سفر کیا ، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں نقل کی گئی ہے :

تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ، ص ٤۳٥ ، ٤۳۳ـ شذرات الذہب جلد۲، ص۳۰۸،۳۰۹ـ وفیات الاعیان جلد۱ ص٦۱٦ـ میزان الاعتدال ج ۳، ص ۱۱۷ ـ لباب ابن اثیر ج ۱ ، ص ۱۷٤ ـ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص ۱۹۳ ـ النجوم الزاہرہ ج ۳، ص ۷۱ـ تہذیب التہذیب ج ۹، ص ۳۸۷ـ

(٥)ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر النسائی؛ آپ ۲۱٥ ھ میں شہر نسائی(خراسان کا ایک شہر) میں متولد ہوئے ،اور۳۰۳ھ میں ۸۸سال کے سن میں فلسطین میں وفات پائی ،کہا جاتا ہے کہ آپ کے جنازے کو فلسطین سے مکہ لاکر وہاں دفن کیا گیا ، آپ اشتیاق علم میں خراسان ، عراق ، حجاز ، شام اور مصر کے علماء کی خدمت میں گئے، اور ان سے حدیث کے بارے میں کسب فیض کیا ،آپ کا بزرگ علمائے محدثین میں شمار ہوتا ہے ، آپ ایک مدت تک مصر میں قیام پذیر رہے ، اس کے بعد دمشق میں سکونت اختیار کی ، آپ کی مشہور کتابیں" السنن اور الخصائص "ہیں ،آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں نقل کی گئی ہے :

طبقات الشافعیۃج ۳، ص ۱٦ ، ۱٤ ـ شذرات الذہب جلد۲، ص۲۳۹، ۲٤۱ـ وفیات الاعیان جلد۱ ص۲٥ـ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص۲٤ـ تہذیب التہذیب ج۱۰، ص۳٦ـ

(٦)حاکم ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن حمدویہ بن نعیم طہمانی نیشاپوری ؛ آپ ۳۱۲ھ میں پیدا ہوئے، او ر٤۰٥ ھ میں وفات ہوئی ، آپ علم کے اشتیاق میں ۲۰ سال کے سن سے ہی عراق چلے گئے تھے، اس کے بعد خراسان اور ماورای النہر سفرکیا ، آپ ایک مدت تک شہر نساء کے قاضی رہے ، لیکن بعد میں اس عہدے سے استعفاء دیدیا ،بہر حال آپ متعدد مرتبہ آل بویہ کی حکومت میں اہم منصب پر فائز رہے، آپ سے دار قطنی ، بیہقی اور دیگر بڑے محدثین نے روایتیں نقل کی ہیں،آپ کی مشہور کتابیں یہ ہیں : مستدرک الصحیحین ،اور المدخل الی العلم الصحیح ،اورآپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں نقل کی گئی ہے :

تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ، ص ۱۰٤۹، ۱۰٤٥ ـ وفیات الاعیان ج ٤، ص ٤۰۸ـ اعلام المحدثین ۳۲٤ـ

(۷) آپ مطلب بن ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی یعنی ربیعہ (بن حرث) اور ام الحکم (بنت زبیر بن عبد المطلب) کے بیٹے ہیں، آپ نے رسول اور علی سے احادیث نقل کی ہیں، اور جن لوگوں نے آپ سے حدیثیں نقل کی ہیں وہ یہ حضرات ہیں: خود آپ کے بیٹے عبد اللہ اور عبد بن حرث بن نوفل ہیں، علمائے انساب نے آپ کو مطلب کے نام سے یاد کیا ہے حالانکہ بعض محدثین آپ کو عبد المطلب کے نام سے جانتے ہیں، آپ پہلے مدینہ میں پھر شام میں رہنے لگے، اور یہیں ٦٢ ھ میں وفات پائی، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

الاصابۃ جلد ٤، ص ١٩١۔ نیز جلد ٦، ص ١٠٤۔ الاستیعاب جلد ٣، ص ٤١٣۔

(۸) مذکورہ حدیث نقل کئے گئے حوالوں کے بعض نسخوں میں کلمہ ایمان نہیں آیا ہے لہٰذا اس صورت میں حدیث کے معنی اس طرح ہونگے: خدا کسی مسلمان کے دل میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم کو خدا کیلئے اور میری قرابت کی خاطر دوست نہ رکھے۔

(۹) مذکورہ حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی تمام اسناد کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے: ایک مرتبہ جناب عباس یعنی رسول کے چچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! کچھ مقامات پر میں نے دیکھا کہ قریش آپس میں باتیں کررہے تھے، لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ سب خاموش ہوگئے، یہ سنکر رسول بہت ناراض ہوئے اور فرمایا:

((واللہ لا یدخل قلب امری مسلم ایمان حتی یحبکم اللہ ولقرابتی))

المسند جلد ٣، ص ٢١٠، حدیث نمبر: ١٧٧۔ ترمذی؛ الجامع الصحیح ج ٣، ص ٣٠٥، ٣٠٤۔ باب مناقب عباس ابن عبد المطلب۔

(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے)۔ سیوطی؛ الدر المنثور ج ٦، ص ٧۔ (سیوطی نے اس حدیث کو آیہ مودت کے ذیل میں نقل کیا ہے)۔ طبری؛ ذخائر العقبی ص ٢٩۔ متقی ہندی؛ کنز العمال ج ٦، ص ٢١٨۔ خطیب تبریزی؛ مشکاۃ المصابیح ج ٣، ص ٢٥٩، ٢٥٨۔

پانچویں حدیث:

اہل بیت کے بارے میں خدا کا لحاظ کرو

اخرج مسلم ، والترمذی والنسائی ،عن زید بن ارقم ؛ ان رسول االله ﷺ قال:((اذکرکم االله فی اهل بیتی))

مسلم (۱)، ترمذی اور نسائیؒ نے زید بن ارقم (۲) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ارشاد فرمایا : اے میری امت والو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں ،(ان کا خیال رکھنا کیونکہ میں قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا اگر تم نے ان سے نیکی کی تو خدا کی رحمت تمھارے شامل حال ہوگی اور اگر تم نے انھیں ستایا تو اس کے عذاب سے ڈرو، اقتباس از احادیث) .(۳)

چھٹی حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت سے تمسک ضروری ہے

اخرج الترمذی و حسنه ، والحاکم ،عن زید بن ارقم ؛قال: قال رسول الله ﷺ :((انی تارک فیکم ماان تمسکتم به لن تضلوا بعدی ،کتاب االله ، وعترتی اهل بیتی و لن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض،فانظرواکیف تخلفونی فیهما))

ترمذی (حسن سند کے ساتھ)اور حاکم نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا:اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے، اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے، جو میرے اہل بیت ہیں ، اور دیکھو ! یہ دونوں ایک دوسرے سے ہر گز ہر گز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے،(لہٰذا اچھی طرح اور خوب سمجھ بوجھ لو!)تم میرے بعد ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ؟ (٤)

اسناد ومدارک کی تحقیق:

(۱) آپ کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری ہے آپ ۲۰۲ھ (یا۲۰۶)میں متولد ہوئے ، اور ۲٦۱ھ میں (دیہات)نصر آباد، ضلع نیشاپور میں وفات ہوئی ،آپ نے بغداد کے کئی مرتبہ سفر کئے ، آپ بہت بڑے محدث اور عالم دین تھے ، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح مسلم)ہے، اورآپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میںنقل کی گئی ہے :

تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۱٥۰ ۔طبقات الحنابلہ ص۲٤٦۔ مرآۃ الجنان ج ۲ ص۱۷٤ ۔ وفیات الاعیان ج۲، ص۱۱۹ ۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۱۰۰ ۔بستان المحدثین ص ۱۰٤۔

(۲) زید بن ارقم بن زید انصاری خزرجی؛ ذہبی نے آپ کو بیعت رضوان والوں میں شمار کیا ہے، موصوف نے تقریباً ۱۷ غزووں (جنگوں) میں رسول اسلام کے ساتھ شرکت کی، اور جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے شرکت فرمائی، اور ۶۶ھ میں جناب مختار کے دور حکومت کوفہ میں وفات پائی، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۴۵۔ الاصابۃ ج ۳، ص ۲۱۔ الاستیعاب ج ۱ ص ۵۷۸، ۵۶۶۔

(۳) مذکورہ حدیث کو سیوطی نے اس جگہ اختصار کے ساتھ نقل کی ہے، لیکن امام مسلم نے اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

حدثنی یزید بن حیان؛ قال: انطلقت اناوحُصَین بن سَبْرۃوعمر بن مسلم، الی زید بن ارقم، فلمّا جلسناالیہ، قال لہ حُصَین: یازید! لقد لقیت خیرا کثیرا، رأیت رسول ﷺ اللہ، وسمعت حدیثہ، وغزوت معہ، و صلیت خلفہ، لقد لقیت یا زیدُ! خیراً کثیراً، حدثنا یا زید! ما سمعت من رسول ﷺ اللہ، قال یابن اخی: واللہ لقد کَبِرت سنی، وقَدُمَ عھدی، و نسیت بعض الذی أعِی من رسول ﷺ اللہ، فماحدّثتُکم فاقبلوا، ومالا، فلاتکلفونیہ ثم قال: قام رسول ﷺ اللہ یوما فینا خطیباًبِماءٍ یُدْعیٰ خمّاًبین مکۃ و المدینۃ، فحَمِد اللہَ و اَثْنیٰ علیہ و وعظ و ذکَّر، ثم قال: اَما بعدُ: الاَ یا ایھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یأتیَ رسول ﷺ ربی، فأُجیب، و اَنَا تارِک فِیْکُمْ ثَقَلَیْن اَوَّلُھُماَ کتاَبُ اللہ، فِیْہِ الھُدیٰ وَ النُّورُ فَخُذُوا بکِتاَب اللہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بہ، فَحَث بِکِتاَبِ اللہ وَ رَغَّبَ فِیْہِ، ثم قاَلَ: وَ اَھْلُ بَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللہ فی اَھْلِ بَیْتِی اُذَکِّرُ کُمُ اللہ فِي اَھْلِ بَیْتِی اُذَکِرُّکُمُ اللہ فِی اَھْلِ بَیْتی ثلاَثا، فقال لہ حصین: و من اھل بیتہ؟ یازید! أَلَیس نسائُہ من اھل بیتہ؟ قال: نسائہ من اھل بیتہ، و لکن اھل بیتہ من حُرِم الصّدقۃ بعدہ، قال: و من ھم؟ قال: ھم آلُ عَلی، وآل عقیل، و آل جعفر، وآل عباس، قال: کل ھٰؤلاء حُرِم الصدقۃُ، قال: نعم."

مسلم نے روایت کی ہے کہ یزید بن حیاّن کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور حُصَین بن سبرہ اور عامر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، اور زید بن ارقم کی مجلس میں بیٹھ گئے، اور حصین زید سے اس طرح گفتگو کرنے لگے: "اے زید بن ارقم! تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، کیونکہ تو رسول خدا ﷺ کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے، اور حضرت ﷺ کی گفتگو سے فیض حاصل کرچکا ہے، اور تو نے رسول کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، اور حضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس طرح تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، لہٰذا جو تو نے رسول ﷺ سے سنا ہے اسے ہمارے لئے بھی نقل کر! زید بن ارقم کہتے ہیں: اے برادر زادہ! اب تو میں بوڑھا ہوگیا ہوں، اور میری عمر گزر چکی ہے، چنانچہ بہت کچھ کلام رسول ﷺ میں فراموش کرچکا ہوں، لہٰذا جو بھی کہہ رہا ہوں اسے قبول کرلینا، اور جہاں سکوت کرلوں تو اصرار نہ کرنا، اس کے بعد زید بن ارقم کہتے ہیں: ایک روز رسول اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان میدان غدیر خم میں کھڑے ہوئے، اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اور بعد از حمد و ثنا و موعظہ و نصیحت فرمایا: اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں لہٰذا ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ میرے سراغ میں بھی آئے، اور مجھے موت سے ہم کنار ہونا پڑے، (لیکن یہ یاد رکھو) یہ

دو گرانقدر امانتیں میں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی کتاب خدا ہے جو ہدایت کرنے والی اور روشنی دینے والی ہے، لہٰذا کتاب خدا کا دامن نہ چھوٹنے پائے اس سے متمسک رہو، اور اس سے بہرہ مند رہو، اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اے لوگو!دوسری میری گرانقدر امانت میرے اہل بیت ہیں، اور میرے اہل بیت کے بارے میں خدا سے خوف کرنا، اور ان کو فراموش نہ کرنا (یہ جملہ تین مرتبہ تکرار کیا).

زید نے جب تمام حدیث بیان کردی، تو حصین نے پوچھا: اہل بیت رسول ﷺ کون ہیں جن کے بارے میں اس قدر سفارش کی گئی ہے؟ کیا رسول ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں؟

زید ابن ارقم نے کہا: ہاں رسول ﷺ کی بیویاں بھی اہل بیت میں ہیں مگر ان اہل بیت میں نہیں جن کی سفارش رسول ﷺ فرمارہے ہیں، بلکہ یہ وہ اہل بیت ہیں جن پر صدقہ حرام ہے.

حصین نے پوچھا: وہ کون حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟

زید بن ارقم نے کہا: وہ اولاد علی، فرزندان عقیل و جعفر و عباس ہیں!

حصین نے کہا: ان تمام لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: ہاں.

عرض مترجم: اس حدیث کو مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن افسوس کہ حدیث کا وہ جملہ جو غدیر خم سے متعلق تھا حذف کردیا ہے، حالانکہ حدیث غدیر کے سینکڑوں راویوں میں سے ایک راوی زید بن ارقم ہیںجو یہ کہتے تھے: "اس وقت رسول ﷺ نے فرمایا: خدا وند متعال میرا اور تمام مومنین کا مولا ہے، اس کے بعد علی کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا و آقا ہیں، خدایا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کو دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھ"

البتہ زید بن ارقم نے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے اہل بیت کے مصداق میں بھی فرق کردیا ہے، حالانکہ خود رسول ﷺ نے اہل بیت سے مراد آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ کے ذیل میں بیان فرما دیا تھا.

یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

مسند احمد بن حنبل ج ٤، ص ٤٦٧، ٤٦٦۔ کنز العمال ج ١، ص ١٥٩، ١٥٨۔ سیوطی؛ درمنثور ج٦، ص٧۔

(مذکورہ حدیث سیوطی نے اس کتاب میںترمذی اور مسلم سے نقل کی ہے).

اکلیل ص ١٩٠۔ القول الفصل ج ١، ص٤٨٩۔ عین المیزان ص ١٢ فتح البیان ج٧، ص ٢٧٧۔

(٤)مذکورہ حدیث کو ترمذی نے باب مناقب اہل بیت میں نقل کیا ہے، اور حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور غریب ہے.

دیکھئے: الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج ۲، ص۳۰۸۔

البتہ حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:

جب رسول خدا ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر خم کے مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا یہاں سائبان لگایا جائے، پھر فرمایا:

کانی قد دعیت فاجبت،انی تارک فیکم الثقلین احدھمااکبر من الآخر کتاب االله ، وعترتی، فانظرواکیف تخلفونی فیھما،و لن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض،ثم قال ﷺ :ان االله عز وجل مولای و انا مولی کل مومن ،ثم اخذ بید علی فقال: ﷺ "من کنت مولاہ فھذاولیہ، اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ.

گویا میرے لئے خدا کی طرف سے دعوت ہونے والی ہے جسے مجھے یقیناً قبول کرنا ہوگا،میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک؛ دوسرے سے اکبر ہے(یعنی ایک ثقل اکبر ہے اور دوسری ثقل اصغر) اوریہ کتاب خدا ہے اور میری عترت ، پس دیکھو کہ تم میرے بعد کیا ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو، یعنی ان کا احترام کرتے ہو یا نہیں ؟ یقیناً وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، اور میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے،اس وقت فرمایا :بیشک میرا مولااور سرپرست خدا ہے، اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں ، پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا : جس کا میں مولا ہوں اس کا ولی اور آقا علی ہے اے میرے خدا !تو دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے ، اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے .

حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : مذکورہ حدیث شرط شیخین (بخاری اور مسلم) کی روشنی میں صحیح ہے .

ایک وضاحت :

امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ حدیثوں کو نقل کیا ہے، ممکن ہے ایک حدیث ان حضرات کے نزدیک صحت (اور صحیح ہونے) کے شرائط پر نہ اترے لیکن دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو ،یا ان کے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو لیکن دوسروں کی نزدیک ضعیف ہو، اور نیز خود ان حضرات کے درمیان بھی حدیث کے شرائط صحت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مسلم نے احادیث کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے :

۱۔ وہ احادیث جن کے راوی اعتقاد کے اعتبار سے درست اور نقل روایت میں متقن ہوں، اور ان کی روایتوں میں نہ کسی قسم کی فاحش غلطی اور نہ ہی ان روایتوں کے اندر کوئی شدید اختلاف پایا جاتا ہو .

۲۔ وہ احادیث جن کے راوی حفظ اور اتقان میں پہلے درجہ تک نہ پہنچیں .

۳۔ وہ احادیث جن کے راوی اکثر محدثین کے نزدیک کذب بیانی میں متہم ہوں .

مسلم نے اپنی کتاب میں مذکورہ تیسرے طبقے سے روایت نقل نہیں کی ہے .

امام بخاری کی شرط صحت کے بارے میں حافظ ابو الفضل بن طاہر کہتے ہیں :

احادیث کے تمام راوی موثق ہوں ، اور ان کی وثاقت تمام محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہونے کے ساتھ ان کی سند بھی متصل ہو ، نیز سند مشہور صحابہ میں سے کسی ایک تک منتہی ہوتی ہو .

حافظ ابو بکر حازمی کہتے ہیں : شرط صحت بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے تمام اسناد متصل ہوں ، اور راوی مسلمان اور صادق ہو، اور ان میں کسی طرح کی خیانت اور غش نہ پائی جائے ، اور عادل ، حافظہ قوی اور عقیدہ سالم ہو، نیز ہر قسم کے اشتباہات سے دور ہو ں .

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل کتابیں دیکھئے :

صحیح مسلم ج ۱ ، ص۲ ۔فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ ، ص۷۔ مترجم.

نسائی نے بھی مذکورہ حدیث کو الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ، اور حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ زید سے جب کسی نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس حدیث کو خود اپنے کانوں سے سنا ہے ؟تو انھوں نے کہا: ایسا کوئی فرد نہیں جو اس سائبان کے نیچے ہو اور اس نے اس حدیث کو نہ سنا ہو .

قارئین کرام !مذکورہ کتابوں کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے :

کنز العمال ج ۱ ،ص ۱۵٤ ۔ذخائر العقبی باب فضائل اہل بیت ۔ مسند احمد بن حنبل ، ج ۳ ، ص ۱۷ و ج٤ص ۳٦٦۔ سنن بیہقی ج ۲، ص ۱٤۸ ، ج ۷،ص ۳۰. سنن دارمی ج ۲ ،ص ٤۳۱۔ مشکل الآثار ج ٤، ص ۳٦۸۔ اسد الغابۃ ج ۲، ص ۱۲ ۔ مستدرک الصحیحین ج ۳،ص ۱۰۹ و ص ۱٤۸۔ مجمع الزوائد جلد ۱ ،ص ۱٦۳ ۔و جلد ۱۰ ، ص ۳٦۳۔ طبقات ابن سعد جلد ۲، ص ۲ ۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ،ص۳۵۵۔ تاریخ بغداد جلد۸، ص ٤٤۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۷۵۔ الریاض النضرۃ جلد۲، ص ۱۷۷ ۔ نزل الابرار ص ۳۳۔ینابیع المودۃ، ص ۳۱۔ مصابیح السنۃ ص ۲۰۵۔ جامع الاصول جلد۱ ،ص ۱۸۷۔ المواہب اللدنیۃ جلد۷، ص ۷۔

ساتویں حدیث :

کتاب خدا اور اہل بیت تا بہ حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے

اخرج عبد بن حُمَید ،فی مسنده ،عن زید بن ثابت ؛ قال: قال رسول ﷺ :((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به بعدی لن تضلوا،کتاب الله و عترتی اهل بیتی ، و انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض))

عبدبن حمید (۱)اپنی مسند میں زیدبن ثابت (۲) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے ،اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ،اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہاںتک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔(۳)

آٹھویں حدیث :

حدیث ثقلین

اخرج احمد ،وابو یَعْلی ، عن ابی سعید الخُدری ان رسول الله ﷺ قال:((انی اوشک ان ادعی فاجیب،و انی تارک فیکم الثقلین ،کتاب الله، وعترتی اهل بیتی و ان اللطیف الخبیر خبَّرنی انهما لن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض،فانظرواکیف تخلفونی فیهما))

احمداورابو یعلی(٤) نے ابی سعید خدری (٥)سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسالتمآب نے اپنے (اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے)فرمایا : مجھے عنقریب بلایا جائے گا اور میں چلا جاؤں گا،چنانچہ میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں:(ایک) کتاب خدا اور(دوسری) میری عترت، جو میرے اہل بیت ہیں ،اور بیشک خدائے لطیف و خبیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگی یہاںتک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگی،پس میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد تم ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو،اور ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟(٦)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) ابو محمد بن عبد بن حمید بن نصر کشی؛ آپ سمرقند کے دیہات "کش" کے باشندہ ہیں ، موصوف نے عبد الرزاق بن ہمام ، ابو دائود اور طیالسی و دیگر محدثین سے روایت نقل کرتے تھے ، امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے بھی آپ سے روایات نقل فرمائی ہیں ، آپ کا شمار ثقہ اور ان علماء میں ہوتاہے جنھوں نے حدیث ،اور تفسیر میں کتابیں تالیف کیں ، بہر کیف آپ کی وفات ۲٤۹ ھ میں ہوئی ،آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے :

تہذیب التہذیب ج ٦،ص٤٥٧، ٤٥٥۔ رجال قیسرانی ص ٣٣٧۔ شذرات الذہب ج ۲ ، ص ۱۲۰ ۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ٥٣٤۔ طبقات الحفاظ سیوطی ج۲، ص٤۔

(۲) ابو سعید زید بن ثابت بن ضحاک انصاری خزرجی؛ موصوف کاتبین وحی میں سے تھے ،آپ کی ٤٥ ھ میں وفات ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے :

الاصابۃ جلد۱ ، ص ٥٦٢، ٥٦١۔ الاستیعاب جلد۱ ، ص ٥٥٤، ٥٥١۔ تذکرۃ الحفاظ جلد۳، ص ۲۳، ۲۲۔

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے :

مسند عبد بن حمید (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق). کنز العمال جلد ۱ ، ص ١٦٦ ۔ العقد الفرید جلد ۲،ص ۱۱۱ ۔

(٤)حافظ ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال تمیمی موصلی ؛ آپ ہی محدث الجزیرہ اور کتاب المسند الکبیر کے مؤلف ہیں، آپ ۲۱۰ ھجری میں شہر موصل عراق میں پیدا ہوئے، اور۳۰۷ ھ میں وفات پائی ، آپ نے احمد بن حاتم بن طویل ، یحی بن معین اور دوسرے لوگوں سے روایتیں سنی اور پھر انھیں نقل کیاہے ، آپ کی مشہور کتاب المسند الکبیر ہے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے :

معجم البلدان جلد٥، ص ۲۲٥۔ شذرات الذہب جلد ۲،ص ۲٥۰۔ تذکرۃ الحفاظ جلد۲، ص۷۰۹، ۷۰۷۔

(٥)ابو سعید سعد بن مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی مدنی خدری؛ آپ کی ہجرت کے تین سال قبل پیدائش ہوئی ، اور ۷۲ ھ میں وفات ہوگئی ، آپ رسول کے ان صحابہ میں سے تھے ، جوآپ کے ساتھ اکثر ساتھ رہا کرتے تھے،آپ نے بیعت الشجرہ میں شرکت کی ، اور ۱۲ غزووں میں رسول اسلام کے ہم رکاب جنگ کی ، آپ کے باپ شہدائے احد سے تھے ، آپ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تقریباً ٥۲ حدیثیں نقل کی گئی ہیں ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے :

حلیۃ الاولیاء ج ۱ ،ص ۲۹۹۔ الاصابۃ ج۲، ص ٨٦، ٨٥۔ الاستیعاب ج ٤، ص ٨۹، ۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص٤٤۔

(٦) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

مسند احمد بن حنبل ج ۲ ، ص ۷۱۔ مسند ابو یعلی ج ۱ ،ص ۳۸۷۔

(یہ قلمی نسخہ ہے جو ظاہریہ لائبریری دمشق میں موجود ہے).

معجم طبرانی ج ۱،ص ۱۲۹ ۔ (قلمی نسخہ) . کنز العمال ج ۱، ص ١٨٦، ١٦٧۔ طبقات ابن سعد ج ۲،ص ۱۹٤ ۔ ذخائر العقبی ص ١٦۔

نویں حدیث :

اگر رسول کے دوستدار ہونا چاہتے ہو تو اہل بیت سے محبت کرو

اخرج الترمذی وحسنه و الطبرانی ،عن ابن عباس؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((احبوا الله لما يغذوكم به من نعمه ، واحبونی لحب الله، واحبوا اهل بیتی لحبی))

ترمذی (حسن سند کے ساتھ)اور طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا : اے لوگو!خدا کو دوست رکھو کیونکہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے شکم سیر اور آسودہ کرتا ہے ، اور مجھے بھی خدا کیلئے دوست رکھو،اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو ۔ (۱)

دسویں حدیث:

اہل بیت کی بارے میں رسول ﷺ کا خیال رکھو

اخرج البخاری ،عن ابی بکر الصدیق ؛ قال:((ارقبوا محمّداًرسول الله ﷺ فی اهل بیته))

امام بخاری(۲) حضرت ابو بکر صدیق(۳) سے نقل کرتے ہیں : رسول اسلام کا ان کے اہل بیت(٤) کے بارے میں پورا پورا لحاظ اور پاس رکھو۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

الجامع الصحیح ج۲ ،ص۳۰۸، باب "مناقب اہل بیت"

(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن اور غریب ہے).

معجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ،ص ۱۲۵ ۔ ج ۳، ص ۹۳۔

سیوطی نے اس کتاب کے علاوہ تفسیر درمنثور میںترمذی، طبرانی ،حاکم اور بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔

مستدرک الحاکم ج۲،ص ۱٤۹ ۔ کنزالعمال ج٦، ص ۳۱٦۔ منتخب کنزالعمال ج۵، ص ۹۳۔ جامع الاصول ابن اثیر ج۹، ص۱۵٤ ۔جلد۱۰، ص ۱۱۰ ۔ تاریخ ج ٤،ص ۱۵۹ ۔ اسد الغابۃ ج۲، ص ۱۲ ۔ذخائر العقبی ص ۱۸۔ مستدرک الصحیحین ج۳،ص ۱۵۰ ۔ میزان الاعتدال ج۲، ص ٤۳ ۔ مشکاۃ المصابیح ص ۵۷۳۔ نزل الابرار ص ۳٤۔ینابیع المودۃ ص ۱۹۲ و ۲۷۱ ۔

(۲)ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بدرزبہ بخاری حنفی ؛ موصوف ۱۹٤ ھ میں متولد ہوئے، اور ۲۵٦ میں قریہ خرتنگ سمرقند میں وفات پائی ، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح بخاری) ہے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۷، ۵۵۵۔ تاریخ بغداد ج ۲، ص ۱٦۔ الجرح والتعدیل ج۳، ص ۱۹۱۔ وفیات الاعیان ج۳، ص ۵۷٦۔ شذرات الذہب ج۲، ص ۱۳٤۔ جامع الاصول ج۱، ص ۱۸٦، ۱۸۵۔

(۳) ابو بکر عبد اللہ بن عثمان قرشی تمیمی صحابی؛ آپ رسول خدا ﷺ کے یار غار اور بزرگ صحابی میں سے تھے، آپ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد العزی یا عبد اللات تھا، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد عبد اللہ رکھ دیا گیا، موصوف ہی نے رسول کی وفات کی بعد زمام خلافت کو سنبھالا، اور اپنی حکومت میں عراق اور فلسطین کے اطراف کو جو ابھی تک اسلامی حکومت کے بالکل کنٹرول میں نہیں تھے، ان کو فتح کیا، اور دو سال کچھ کم حکومت کرنے کے بعد ٦۳ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں وفات پائی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص۲۵. الاصابۃ ج ٤، ص ۱۰٤، ۹۷۔

(٤) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

صحیح بخاری ج ۳، ص ۲۵۱، باب "مناقب قرابۃ الرسول" طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۸۔ کنز العمال ج ۷، ص ۱۰٦۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۸۔ در منثور ج ٦، ص ۷۔

کاش خلیفہ اول حضرت ابوبکر اس حدیث کے مضمون پر عمل کرتے جیسے خود انھوں نے نقل کیا ہے!! حضرت ابو بکر کا اہل بیت کے ساتھ کیا رویہ تھا، اس سلسلے میں کتاب النص والاجتہاد، مؤلفہ سید شرف الدین، فصل اول نمبر ۱۔۷۔۸۔۹ دیکھئے.

گیارہویں حدیث :

دشمن اہل بیت جہنم کی ہوا کھائے گا

اخرج الطبرانی ، والحاکم ،عن ابن عباس ؛قال:قال رسول االله ﷺ :((یا بنی عبد المطلب انی قد سأ لت االله لکم ثلاثاً ، ان یثبّت قلوبکم و ان یُعلم جاھلکم، ویھدی ضالکم ، و سأ لته ان یجعلکم جوداء نجداء رحماء ، فلو ان رجلاً صفن بین الرکن والمقام فصلی و صام ثم مات وھو مبغض لاھل بیت محمَّد(ص) دخل النار))

طبرانی اور حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا : اے بنی عبد المطلب !میں نے خدا سے تمھارے لئے تین چیزیں طلب کی ہیں ،(اول) یہ کہ وہ تمھارے دلوں کو ثابت قدم رکھے ،(دوم) یہ کہ تمھارے جاہلوں کو تحصیل علم کی توفیق عطاکرے ،(سوم یہ کہ)تم میں سے جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرمائے، اور میں نے خدا سے چاہا ہے کہ وہ تم کو سخی ،دلیر اور باہمی رحم و کرم کا خو گر بنائے،(کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ) جو شخص رکن و مقام(۱) کے درمیان نمازیں ادا کرے ،اور روزے رکھے (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزاردے) لیکن اگر وہ بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا ۔(۲)

اسناد و مدارک کی تحقیق :

(۱) یہ مسجد الحرام میں دو مقدس مقام کے نام ہیں .

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

المعجم الکبیرج ۳، ص ۱۲۱ ۔ حاکم ؛مستدرک الصحیحین ج۳، ص۱٤۸ ۔

حاکم اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوع سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعدکہتے ہیں :یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے .

مجمع الزوائدج۹، ص ۱۷۱ ۔ منتخب کنزالعمال ج ٥ ، ص ۳۰٦۔ تاریخ بغداد۳، ص ۱۲۲ ۔ الصواعق المحرقۃص ۱٤۰ ۔ محب الدین طبری ؛ذخائر العقبی ص ۱۸ ۔

محب الدین طبری نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ کتاب میں اختصار کے طورپر نقل کیا ہے ،اور کہتے ہیں : یہ حدیث ملا قاری نے اپنی کتاب " السیرۃ" میں نقل کیا ہے .

ملاقاری ؛کتاب السیرۃ ۔ دیلمی ؛ مسند الفردوس (قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)

دیلمی نے اس حدیث کو ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے :

((لو ان رجلاً صفن قدمیه بین الرکن والمقام و صام وصلی ثم لقی االله مبغضاً لآل محُمَّد دخل النار))

پس جو شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑے کھڑے روزے اورنمازیں ادا کرے، (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزاردے) لیکن اگر بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا .

بارہویں حدیث:

بنی ہاشم کا بغض باعث کفر ہے

اخرج الطبرانی ،عن ابن عباس ؛قال:قال رسول االله ﷺ :((بغض بنی ھاشم والانصار کفر ، وبغض العرب نفاق))

طبرانی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بنی ہاشم(۱) اورانصار سے بغض رکھنا باعث کفر ہے ،اور عرب (لوگوں)سے دشمنی رکھنا موجب نفاق ہے۔(۲)

تیرھویں حدیث:

اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے

اخرج ابن عدی ، فی" الاکلیل" عن ابی سعید الخدری ؛ قال :قال رسول االله ﷺ :((من ابغضنا اھل البیت فھومنافق))

ابن عدی (۳)کتاب اکلیل میں ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے وہ منافق ہے ۔(٤)

چودھویں حدیث:

اہل بیت کا دشمن یقیناً جہنم میں جائے گا

اخرج ابن حبّان فی صحیحه، والحاکم ، عن ابی سعید الخدری ؛ قال :قال رسول االله ﷺ :((والذی نفسی بیده لا یبغضنا اھلَ البیت رجل الا ادخله االله النارَ))

ابن حبان(٥) (اپنی صحیح میں) اور حاکم، ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ ٔقدرت میں میری جان ہے ،جو اہل بیت کو دشمن رکھے گا خدا یقیناً اسے جہنم میں داخل کرے گا ۔(٦)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)مذکورہ حدیث محل اشکال معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نص قرآن سے متعارض ہے، اس لئے کہ انسان کی فضیلت تقوی اور اس کے کردار سے ہوتی ہے، علاوہ اس کے خود رسول اسلام نے متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ عرب کو عجم پر اور قرشی کو حبشی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقوی الٰہی سے ہوتی ہے ، احتمال قوی ہے کہ یہ حدیث اس زمانہ میں گڑھی گئی کہ جب ذات پات اور نژادپرستی کا دور دورہ تھا ، ورنہ اس حدیث کے مطابق ابو لہب کو جو بنی ہاشم سے تھا دیگر مسلمانوں پر فوقیت حاصل

ہوجائیگی جبکہ اس کے بارے میں قرآن کی نص ہے کہ وہ جہنمی ہے! لیکن اہل بیت کی فضیلت خاندان پرستی کی بنا پر نہیں ہے، ان کی فضیلت ان کی ذاتی لیاقت، شرافت اور کرامت کی بناپر ہے. مترجم.

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے:

مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۷۲ ۔ کنز العمال ج ٦،ص ۲۰٤۔

(۳) ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی مشہور بہ ابن قطان؛ موصوف کی پیدائش ۲۷۷ ھ میں جرجان میں ہوئی، اور ۳٦٥ھ میں چل بسے، آپ بہت بڑے محدث، فقیہ اور علم رجال کے ماہر عالم تھے، آپ نے طلب علم میں مختلف شہروں کا سفر کیا، آپ کی بعض کتابیں یہ ہیں:

الکامل، المعجم، الانتصار اوراسماء الصحابۃ.

موصوف کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص۹٤۰ لسان المیزان ج ۱، ص ٦۔ اللباب ج ۱، ص ۲۱۹۔ شذرات الذہب ج۳، ص ٥۱۔

(٤)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

ذخائر العقبی.

(اس حدیث کو اس کتاب میںمناقب احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے).

مناوی؛ کنوز الحقائق ص۱۳٤۔ ینابیع المودۃ ص ٤۷۔ سیوطی درمنثور ج ٦، ص۷۔

مذکورہ حدیث بعض نسخوں میں اس طرح وارد ہوئی ہے:

من ابغض اہل البیت فہو منافق.

جوبھی اہل بیت سے دشمنی رکھے وہ منافق ہے.

(٥) ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان تمیمی بستی؛ موصوف ۲۷۰ ھ میں متولد ہوئے، اور سیستان میں ۳٥٤ھ میں وفات پائی، آپ علم فقہ، حدیث، طب، نجوم اور لغت میں کافی دست رس رکھتے تھے، آپ سمرقند کے قاضی بھی تھے، آپ نے متعددکتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں: المسند الصحیح، الضعفاء اور التاریخ. آپ شہرنیشاپور، بخارہ، نسا اور سیستان میں قیام پذیر رہے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتاب میںدیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج ۳، ص ۹۲٤، ۹۲۰.

(٦) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

ہیثمی؛ الظمان الی زوائد ابن حبان ص ٥٥٥

(ہیثمی نے اس کتاب میں لفظ اہل البیت حذف کردیا ہے)

الصواعق المحرقۃ ص ۲۳۷، ابن حجر۔

حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج۳، ص ۱۵۰.

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط صحیح مسلم صحیح ہے.

سیوطی؛ الخصائص الکبری ج ۲، ص ۲٦٦۔ در منثور ج٦، ص ۲۱۸۔

اور سیوطی کہتے ہیں: یہ حدیث احمد بن حنبل، حاکم اور ابن حبان نے ابو سعید خدری سے نقل کی ہے.

پندرھویں حدیث:

اہل بیت سے بغض و حسد رکھنے والا حوض کوثر سے دھتکارا جائے گا

اخرج الطبرانی ،عن الحسن بن علی رضی االله عنهما انه قال لمعاوية بن خديج: يا معاويه بن خديج! اياک و بغضنا ، فان رسول االله ﷺ قال: ((لا يبغضنا احد ، ولا يحسدنا احد الا ذيد يوم القيامة عن الحوض بسياط من نار))

طبرانی حسن بن علی(۱) سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسن نے معاویہ بن خدیج کو مخاطب قرار دیتے ہوئے کہا: اے معاویہ بن خدیج(۲) !ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشیں کوڑوں سے دھتکار کے بھگادیا جائے گا ۔ (۳)

سولھویں حدیث:

عترت رسول ﷺ کے حق کو اعتراف نہ کرنے والا منافق، حرامی اور ولد الحیض ہوگا

اخرج ابن عدی، والبيهقی فی "شعب الايمان "عن علی ؛ قال: قال رسول ﷺ :((من لم يعرف حق عترتی والانصار فهو لاحد ی ثلاث ، اما منافق ، واما لزنية ، واما لغير طهوريعنی حملته امه علی غير طهر.))

ابن عدی اور بیہقی(٤)] اپنی کتاب شعب الایمان میں[نے علی سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو میری عترت اور انصار کے حق کو نہ پہنچانے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں :یا وہ منافق ہوگا ، یا زنا زادہ یا پھر اس کانطفہ ایام عادت یعنٰاستقرار پایا ہوگا (یعنی اس کی ماں کے رحم میں اس کا نطفہ اس وقت قائم ہوا ہو جب اس کی ماں حیض کی حالت میں ہو)۔ (٥)

گزشتہ اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو محمد امام حسن مجتبی ابن علی ابی طالب (ع) ہاشمی؛ آپ کی ولادت با سعادت۱۵ رمضان ۲ ھ میں ہوئی، اور ۵۰ ھ میں معاویہ کے بہکانے پر آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیدیا، جس کی بناپرآپ کی شہادت واقع ہوگئی ، آپ کی اور امام حسین کی ہی شان میں رسول اسلام نے فرمایا :

"الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة "

حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں ، بہر حال حضرت علی کی شہادت کے بعد عراق کے لوگوں نے امام حسن کی بیعت کی، بیعت کے بعد حضرت امام حسن معاویہ بن ابی سفیان سے اس کی سرکشی کی بنا پر نبرد آزما ہوئے، لیکن آپ کے لشکر والوں نے

آپ کے ساتھ دھوکہ دیا، اور معاویہ کی دولت کے چال میں آکر وہ حضرت ہی کے مقابلہ میں آگئے، جسکی وجہ سے ناگزیر ہوکر امام حسن نے معاویہ سے صلح کی، اور مدینہ پلٹ آئے، آپ کے حالات زندگی متعدد کتابوں نقل کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

فی رحاب ائمۃ اہل البیت ج ۲، ص ٤٦۔ حلیۃ الاولیاء ج ۲، ص ٤٥، ۳۹۔ الاستیعاب ج ۱، ص ۳۹٤، ۳۸۳۔ الاصابۃ ج ۲، ص ۱۳، ۱۱۔

(۲) معاویہ بن خدیج بن عقبہ سکونی کندی؛ موصوف کا معاویہ بن ابو سفیان کے قریب مشاوروں میں شمار ہوتا ہے، اور بغض اہل بیت میں بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے، چنانچہ علامہ مدائنی ابو طفیل سے اس طرح نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ امام حسن نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: کیا تم معاویہ بن خدیج کو پہنچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، تو امام نے کہا: اب جب بھی تم اسے دیکھو تو مجھے خبر کرنا، پس اس صحابی نے معاویہ بن خدیج کو عمرو بن حریث کے گھر سے نکلتا ہوا دیکھا، تو اس نے امام سے کہا: یہی معاویہ بن خدیج ہے، حضرت نے اس کو بلایا اور کہا:

انت شاتم علياً عند ابن آكلة الأكباد ؟!

تو ہی ہندہ جگر خوار کے بیٹے کے نزدیک میرے باپ علی کو گالی دیتا ہے:

((والله لئن وردت الحوض ولا ترده لترينه مشمرا عن ساقيه حاسراً عن ذراعيه يذود عنه المنافقين))

خدا کی قسم جب تو روز قیامت حوض کوثر کے کنارے پہنچے گا، تو پتہ چلے گا کہ تو ہرگز وہاں سے نہیں گزر سکے گا، اور وہاں علی کو دیکھے گا کہ وہ اپنی آستینوں اور پائجامہ کو سمیٹے منافقین کیلئے بالکل آمادہ کھڑے ہیں، اور منافقوں کو پکڑ پکڑ کر حوض کوثر سے دور کررہے ہیں.

مزید معلومات کیلئے دیکھئے:

فی رحاب ائمہ اہل البیت جلد ۳، ص ۲۸۔ ۷۲.

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے:

طبرانی؛ المعجم الکبیر جلد ۱، ص ۱۲٤، وص ۱۳۲ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق سوریہ) مجمع الزوائد جلد ۹، ص ۱۷۲۔ کنزالعمال ج لد ٦، ص ۲۱۸۔ منتخب کنزالعمال جلد ۵، ص ۹٤۔ درمنثور جلد ٦، ص ۷۔

طبرانی نے مذکورہ حدیث کے ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

ابو مسلم عبد اللہ بن عمرو واقفی کشی چند واسطے کے بعد معاویہ بن خدیج سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یزید بن معاویہ نے مجھے (معاویہ بن خدیج) بلایا اور حضرت امام حسن کی بیٹی یا آپ کی بہن سے اپنا رشتہ طے کرنے کیلئے بھیجا، جب اس چیز کو میں نے امام حسن سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: "انا قوم لا نزوج نسائنا حتى نستامرهن فاتها" ہم وہ لوگ ہیں جو اپنی بیٹیوں کی

شادی کسی سے نہیں کرتے مگر ان سے مشورہ کرنے کے بعد، لہٰذا تو خود اس کے پاس جا اور اپنے مطلب کو بیان کر، معاویہ بن خدیج امام کی بات کو سن کر آپ کی دختر کے پاس گیا، اور اپنے مطلب کو بیان کیا، تو اس باعفت دختر نے فرمایا: خدا کی قسم میں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتی، اس لئے کہ اگر یہ کام انجام پا گیا تو تیرا دوست (یزید) فرعون ہوگا جو بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا، اور پھر ان کی لڑکیوں کو قیدی بنا لیتا تھا، یں (معاویہ بن خدیج) یہ سن کر بہت پشیمان ہوا، اور امام کے پاس آکر عرض کیا: آپ نے ایسی لڑکی کے پاس بھیجا تھا جو نہایت زیرک اور لا جواب خطیب ہے، وہ تو امیر المومنین معاویہ کے بیٹے کو فرعون کہہ رہی ہے! اس وقت امام نے فرمایا:

یا معاویه بن خدیج! ایاک و بغضنا ، فان رسول الله ﷺ قال: ((لا یبغضنا احد ، ولا یحسدنا احد الا ذید یوم القیامة عن الحوض بسیاط من نار))

اے معاویہ بن خدیج! ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشی تنیزوں سے دھتکار کے بھگا دیا جائیگا۔

(٤) ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسی خسرو جردی بیہقی؛ موصوف ٣٨٤ھ میں متولد ہوئے، اور ٤٥٨ھ میں وفات پائے، آپ کی جملہ کتابوں میں سے حسب ذیل کتابیں یہ ہیں:

ا لسنن ، الآثار ، شعب الایمان اور دلا ئل النبوة .

موصوف کے حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرة الحفاظ ج٣، ١١٣٥، ١١٣٢۔ الاعلام ج ١، ص ١١٣۔

(٥) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے:

کنز العمال جلد ٦، ص ٢١٨۔ منتخب کنز العمال ج ٥، ص ٩٤۔ الفصول المہمۃ ص ٢٧۔ الصواعق المحرقۃ ص ٢٣١۔

سترھویں حدیث:

رسول ﷺ کا آخری ارشاد: میرے اہل بیت کے بارے میں میرا پاس رکھنا

اخرج الطبرانی فی الاوسط ، عن ابن عمر ؛ قال: ((آخر ما تکلم به رسول ﷺ : ((اخلفونی فی اهل بیتی)).

طبرانی کتاب" المعجم الاوسط "میں ابن عمر (۱) سے نقل کرتے ہیں: رسول اکرم نے آخری وقت (جب آپ دنیا سے رخصت ہورہے تھے) جس جملہ کو ارشاد فرمایا وہ یہ تھا: اہل بیت کے بارے میں تم میرا لحاظ رکھنا ۔(۲)

اٹھارہویں حدیث:

بے حب اہل بیت تمام اعمال بیکار ہیں

اخرج الطبرانی فی الاوسط،عن الحسن بن علی رضی الله عنهما؛ ان رسول الله ﷺ قال: ((الزموامودتنا اهل البیت فانه من لقی الله وهو یودنا دخل الجنة بشفاعتنا،والذی نفسی بیده لاینفع عبداً عمله الا بمعرفة حقنا))

طبرانی کتاب" المعجم الاوسط "میں علی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا:ہم اہل بیت کی محبت و مودت کی گرہ (اپنے دلوں میں) مضبوط باندھ لو ،اور اسے اپنے اوپر لازم قرار دے لو، کیونکہ جو بھی ہماری محبت لے کر مرے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا ،(اور بلا شک جس کے دل میں ہماری محبت نہ ہوگی وہ جہنم میں جائے گا) قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ، کسی کا کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہوگا مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ ۔ (۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب؛ موصوف ہجرت کے دس سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے، اور ۷۳ھ میں مکہ میں وفات پاگئے ، صاحبان کتب صحاح ستہ نے آپ سے اپنی کتابوں میں ۲۶۳۰ حدیثیں نقل فرمائی ہیں، آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے:

الاصابۃ ج ٤،ص ۱۰۷،۱۰۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ، ص ٤۰ ، ۳۷۔

(۲) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

ہیثمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ١٤٦۔

اس حدیث کو ہیثمی نے اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے.

الصواعق المحرقۃ ص ۹۰۔ نبہانی بیرونی؛ الشرف المؤبد

(۳) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

ہیثمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص۱۷۲۔
اس حدیث کو ہیثمی نے طبرانی کی کتاب معجم اوسط سے اس کتاب میں نقل کیا ہے.
الصواعق المحرقۃص ۲۳۰۔

انیسویں حدیث :

اہل بیت کا دشمن بروز قیامت یہودی محشور ہوگا

اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن جابر بن عبدا الله رضی الله عنه؛ قال: خطبنا رسول ﷺ فسمعته وهو يقول :((ايها الناس من ابغضنا اهل البيت حشره الله تعالى يوم القيامة يهودياً))

طبرانی" المعجم الاوسط "میں جابر بن عبد اللہ(۱) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے (ایک دن) خطبہ دیا جس میں آپ کو میٔنٔنے یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جس نے اہل بیت سے بغض رکھا خدا روز قیامت اسے یہودی محشور کرے گا ۔(۲)

بیسویں حدیث:

جو بنی ہاشم کو دوست نہ رکھے وہ مؤمن نہیں

اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن عبدالله بن جعفر؛ قال:سمعت رسول الله ﷺ يقول:((يا بنى هاشم ، انى قد سألت الله لكم ان يجعلكم نجداء رحماء ، وسألته ان يهدى ضالكم ، و يؤمن خائفكم ، ويشبع جائعكم ، والذى نفسى بيده لا يؤمن احد حتى يحبكم بحبى ، اترجون ان تدخلوا الجنة بشفاعتى ولا يرجوها بنو عبد المطلب))

طبرانی المعجم الاوسط میں عبد اللہ بن جعفر (۳) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا : اے بنی ہاشم!میں نے خدا سے تمہارے لئے (چند چیزوں کو چاہا ہے): یہ کہ وہ تمھیں شجاع قرار دے ، اورباہمی رحم وکرم کا خوگر بنائے، یہ کہ جو تم میں بھٹک جائے اس کی راہنمائی فرمائے ، اور جو تم میں خائف اور کمزور ہوں ان کو امن و امان میں رکھے ، جو بھوکے ہوں انھیں شکم سیر کرے، اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ، کوئی بھی شخص سچا مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے واسطے سے تم سے محبت نہ کرے ، اے لوگو! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ تم میری شفاعت کے ذریعہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، اور بنی عبد المطلب یہ امیدہ نہ رکھیں!(یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ وہ میری شفاعت کے تمھاری بنسبت زیادہ حقدار ہیں) (٤).

اسناد و مدارک کی تحقیق :

(۱)ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ بن عمر انصاری سلمی ؛آپ کا شمار رسول کے جلیل القدر صحابیوں ، اور موثق راویوں میں ہوتا ہے ، آپ ہجرت سے بیس سال قبل پیدا ہوئے ، آپ عقبہ ثانیہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول کی خدمت میں مشرف ہوئے، حالانکہ اس وقت آپ بہت چھوٹے تھے ، امام بخاری نقل کرتے ہیں: جنگ بدر میں جناب جابر کے ذمہ پانی کا اٹھانا، اور اس کا بند و بست کرنا تھا ، اس کی بعد آپ نے ۱۸ جنگوں میں رسول کے ساتھ شرکت کی ، اور کلبی کے نقل کے مطابق آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے شرکت کی ،بہرحال آپ کا شمار بہت اچھے حفاظ احادیث میں سے ہوتا ہے،چنانچہ آپ کی

طرف ایک صحیفہ بھی منسوب ہے جس کے سلسلہ رُواۃ میں پہلا فرد سلیمان بن قیس یشکری ہے، آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اور آپ نے ۷٤ھ میں ۹٤ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی، آپ کے حالات زندگی کے مطالعہ کیلئے مندرجہ کتابیں دیکھئے:

الاستیعاب ج ۱، ص ۲۲۰، ۲۱۹۔ طبقات ابن سعد ج۵، ص ٤٦۷۔ تہذیب التہذیب ج ٤، ص ۲۱٤۔ اسد الغابۃ ج ۱ ص ۳۵۸، ۳۵٦۔

(۲)مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

ہیثمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص۱۷۲۔

ہیثمی نے اس حدیث کو اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے)

ابن حجر عسقلانی؛ لسان المیزان، ج ۳، ص ۱۰۔

(۳)عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قرشی؛ آپ رسول اسلام کے خاص صحابی، تھے ماں کا نام اسماء بنت عمیس تھا، ہجرت کے پہلے سال آپ کی ولادت حبشہ کی سرزمین پر ہوئی، آپ ہی مسلمان کے پہلے وہ فرزند تھے جس کی پیدائش حبشہ میں ہوئی، اس کے بعد آپ اپنے باپ کی ساتھ مدینہ آئے، اور حدیث رسول کو حفظ کرنے کے بعد نقل کرنے لگے، اور بعد میں بصرہ، کوفہ اور شام میں سکونت اختیار کی، اور اپنے نہایت جود و سخاوت کی بنا پر سخی و کریم جیسے القاب سے مشہور ہوئے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے ایک ممتاز لشکری کی حیثیت سے جنگ میں شرکت کی، اور ۹۰ سال کی عمر میں ۹۰ھ میں شہر مدینہ میں وفات پائی.

(٤)مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

ہیثمی؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص۱۷۰۔

ہیثمی نے اس حدیث کو اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے.

کنز العمال ج٦، ص ۲۰۳۔ حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج۳، ص ۱٤۸۔

(حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شرط مسلم کے اعتبار سے صحیح ہے.

الصواعق المحرقۃ ص ۱٤۰۔

اکیسویں حدیث:

اہل بیت امت مسلمہ کے لئے امان ہیں

اخرج ابن ابی شیبة ،و مُسدَّد فی مسندیهما ،والحکیم الترمذی ،فی نوادر الاصول ،و ابو یعلی و الطبرانی ،عن سلمة بن اکوع ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((النجوم امان لاهل السماء و اهل بیتی امان لامتی))

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہ(۱) اور مسدد(۲) نے اپنی اپنی "مسندوں" میں اور حکیم ترمذی (۳) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول "میں نیز ابو یعلی و طبرانی نے سلمہ بن اکوع (٤) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: جیسے اہل آسمان کیلئے ستارے باعث امان ہیں اسی طرح میری امت کیلئے میرے اہل بیت امن و نجات کے مرکز ہیں ۔ (٥)

بائیسویں حدیث:

دو چیزوں سے تمسک رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا

اخرج البزار ، عن ابی هریرة ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((انی خلفت فیکم اثنین لن تضلوا بعد هما کتاب الله و نسبتی و لن یفترقا حتی یردا علیَّ الحوض))

بزار(٦)نے ابو ہریرہ (٧) سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے ، اور وہ کتاب خدا اور میرا نسب ہے(یعنی میری نسل اور عترت) جو کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے ،یہاں تک کہ وہ باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہونگے ۔(۸)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان کوفی ؛ موصوف ۱۵۹ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۵۳ھ میں وفات پائی ، آپ مقام رصافہ میں استاذ تھے ، اور آپ کا اپنے زمانہ کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا ، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میںملاحظہ کریں:

طبقات ابن سعد ج ٦،ص ۲۷۷ ۔ فہرست ندیم ص۲۲۹۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۷ ، ٦٦۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲،ص ٤۳۳، ٤۳۲۔ شذارات الذہب ج۲،ص ۸۵۔

(۲) ابو الحسن مسدد بن مُسَرہد اسدی بصری ؛ یہ وہ فرد ہیں جن سے ابوذرعہ ، بخاری ، ابودائود ، قاضی اسمعیل ، اور ابو حنیفہ وغیرہ نے حدیثیں نقل کی ہیں ، آپ پہلے وہ فرد ہیں جنھوں نے بصرہ میں مسند کی تالیف پر کام شروع کیا ،چنانچہ آپ کو اپنے زمانہ کا امام المصنفین اور حجت کہا جاتا ہے ، آپ کی امام احمد بن حنبل سے خط و کتابت جاری رہتی تھی ، آپ کی موت ۲۲۸ھ میں واقع ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

طبقات حنابلہ ج ۱، ص ۴۵۳، ۳۴۱ ۔ الاعلام ج ۸، ص ۱۰۸ ۔ ابن سعد ج ۶، ص ۲۷۷ ۔

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن شیر ملقب بہ حکیم ترمذی ؛ آپ کا خراسان کے بزرگ اساتذہ میں شمار ہوتا تھا ، آپ اپنے باپ اور قتیبہ بن سعید و دیگر لوگوںسے حدیث نقل کرتے تھے، آپ کی اہم ترین تالیف نوادر الاصول فی معرفۃاخبار الرسول ، ختم الولایہ ، علل الشریعہ و الفروق ہیں ، آپ کی موت ۲۸۵ ھ میں ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابو ںمیںملاحظہ کریں:

طبقات الشافعیہ حنابلہ ج ۲، ص ۲۰ ۔ الاعلام ج ۷، ص ۱۵۶ ۔ معجم المؤلفین ج ۱۰، ص ۳۱۵ ۔

(۴) سلمہ بن عمرو بن اکوع ؛ آپ عرب کے مشہور شجاع لوگوں میں سے تھے ، آپ کی پیدائش ہجرت کے چھ سال قبل ہوئی ، اور بیعت الشجرہ میں رسول کے ہاتھوں پر جان نثاری کی غرض سے بیعت کی ، اور رسول کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئے ، اور ۷۴ ہجری میں وفات پائی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

الاصابۃ ج ۳، ص ۱۱۸ ۔ طبقات ابن سعد ج ۴، ص ۳۸ ۔

(۵) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۴۵۷ ۔

جو حدیث اس کتاب میں نقل ہوئی ہے اس کے الفاظ میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے .

کنزالعمال ج ۶، ص ۶۱۲ ۔ ج ۷، ص ۲۱۷ ۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۴ ۔ (نقل از طبرانی)

محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۱۷ ۔

محب الدین طبری نے اس حدیث کو حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

"النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء و اهل بيتى امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتى ذهب اهل الارض"۔

ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہوتے ہیں لہٰذا جب بھی ستارے آسمان سے ختم ہوجائیںتو آسمان والے بھی ختم اور نابود ہوجائینگے ، اسی طرح میرے اہل بیت اہل زمین کیلئے امان ہیں لہٰذا اگر اہل بیت روئے زمین سے چلے جائیں تو اہل زمین کا بھی خاتمہ ہوجائیگا .

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد طبری کہتے ہیں : یہ حدیث میں نے احمد بن حنبل کی کتاب المناقب سے نقل کی ہے .

(۶) ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار بصری مؤلفِ "المسند" ؛ آپ نے بصرہ سے بغداد کی طرف ہجرت کی ، اور وہاں پر محدث جیسے عہدے پر فائز ہوگئے ، دوبار اصفہان سفر کیا ، اور سہلہ میں ۲۹۱ ھ میں وفات پائی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ٦٥٤، ٦٥٣۔ ذکر اخبار اصفہان ج ۱، ص ۱۰٤ ۔ لسان المیزان ج ۱، ص ۲۳۷۔ تاریخ بغداد ج ٤، ص ۳۳٤۔

(۷) ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر (یا عمیر بن عامر) دوسی؛ دور جاہلیت میںموصوف کا نام عبد الشمس تھا، اور آپ فتح خیبر کے موقع پر مدینہ آئے، اور ۷ھ میں اسلام قبول کیا، انھوں نے اگرچہ رسول کی ساتھ بہت کم زمانہ گزارا ہے مگر آپ نے دیگر تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں! ابن حجر کہتے ہیں: اہل حدیث کے عقیدہ کے لحاظ سے ابوہریرہ سب سے زیادہ حدیث نقل کرنے والے فرد ہیں، بہر حال آپ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

الاصابۃ ج ۲، ص ۲۰۷، ۱۹۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۳۷، ۳۲۔

حضرت ابو ہریرہ کے مزید حالات معلوم کرنے کیلئے کتاب ابو ہریرہ مؤلفہ عبد الحسین شرف الدین دیکھئے۔ مترجم.

(۸) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱٦۳۔

تیئیسویں حدیث:

اہل بیت اور کتاب خدا سے تمسک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا

اخرج البزار ، عن علی رضی االله عنه ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((انی مقبوض، وانی قد ترکت فیکم الثقلین ،کتاب االله و اهل بیتی ، وانکم لن تضلوا بعدهما))

بزار نے علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام صلی‌اللہ‌علیہ‌و‌آلہ‌وسلم نے ارشاد فرمایا : اے لوگو! اس حال میں کہ میری عنقریب روح قبض ہونے والی ہے تمھارے درمیان دو گرانقدر(۱) چیزیں چھوڑ رہا ہوں : کتاب خدا اور میرے اہل بیت ، ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔(۲)

چوبیسویں حدیث:

اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح جیسی ہے

اخرج البزار ، عن عبد االله بن الزبیر ؛ان النبی ﷺ قال :((مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکب فیها نجا ، ومن تخلف عنها غرق))

بزارعبد اللہ بن زبیر(۳) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا : میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا ۔(اسی طرح جو اہل بیت (ع) کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا) (٤)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)عربی زبان کے مشہور لغوی جناب ابن منظور لفظ "ثقل" کے ذیل میں کہتے ہیں: عرب لوگ ہر اس چیز کو نفیس کہتے ہیں جو ان کے نزدیک نفیس ، ارزشمند اور گران قیمت ہو کہ جس کی حفاظت میں نگہبانی کی ضرورت پڑے ، چنانچہ اس بات کی وجہ تسمیہ کہ رسول اسلام نے قرآن اور اہل بیت کو کیوں اس لفظ (ثقلین) سے تعبیر کیا ؟ اس میں کیا وجہ تھی ؟تو کہتے ہیں چونکہ اہل بیت اور قرآن عظمت و فضیلت کے اعتبار سے بلند شان رکھتے تھے لہذا رسول نے ان دونوں چیزوں کو اس لفظ سے تعبیر کیا ، اور انھیں لفظ ثقل سے تشبیہ دی ، لیکن ثعلب لغوی کہتے ہیں: اہل بیت اور قرآن کی تشبیہ رسول نے اس لئے دی ہے کہ ان دو چیزوں کی پیروی بہت گران ، اور دشوار ہے ، (اور ثقل کے لغوی معنی بھی گران اور وزنی کے ہیں).

دیکھئے : لسان المیزان ج ۱۱، ص ۸۸۔

(۲)مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے :

مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱٦۳۔

(۳)مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے :

زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۱٦۸۔ المعجم الکبیر ج ۱،ص ۱۲۵۔ ذخائر العقبی ص ۲۰۔ منتخب کنزالعمال ج۵، ص ۹۲۔

(٤) ابو بکر عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد قرشی اسدی ؛ واحدی کے قول کے مطابق موصوف ۲ ھ میں پیدا ہوئے ، اور ۷۳ ھ میں وفات پائے ، موصوف فتح افریقہ میں عثمان کی جانب سے لشکر میں شریک تھے ، دوسری جانب حضرت علی کے دور خلافت کے ابتداء میں حضرت علی کے خلاف جنگ جمل بھڑکانے والوں میں سے تھے ، اور حضرت کی شہادت کے بعد انھوں نے معاویہ کی بیعت کرلی ، لیکن معاویہ اوریزید کے انتقال کے بعد انھوں نے چاہا اپنے لئے لوگوں سے بیعت اخذ کریں لیکن عبد الملک بن مروان نے حجاج بن ثقفی کی سپہ سالاری میں ایک لشکر ان کی سرکوبی کیلئے بھیجا، چنانچہ ان کے درمیان جنگ ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر ۷۳ھ میں مارے گئے ، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:

الاصابۃ ج ٤،ص ۷۱ ، ٦۷۔ الاعلام ج ٤، ص ۲۱۸۔

پچیسویں حدیث:

حدیث سفینہ

اخرج البزار ، عن بن عباس؛قال:قال رسول الله ﷺ :((مثل اھل بیتی مثل سفینة نوح ،من رکب فیھا نجا ، ومن تخلف عنھا غرق))

بزار ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، اس پر جو سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا۔(اسی طرح جو اہل بیت (ع) کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا) (۱)

چھبیسویں حدیث:

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ

اخرج الطبرانی ، عن ابی ذر ؛ سمعت رسول الله ﷺ :((مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینة نوح فی قوم نوح ،من رکبھا نجا ، ومن تخلف عنھا ھلک ، ومثل باب حطة فی بنی اسرائیل))

طبرانی نے ابوذر (۲) سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تمھارے درمیان میرے اہل بیت کے مثال بالکل ویسی ہے جیسی قوم نوح میں کشتی نوح کی تھی، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا ، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں باب حطہ (۳) جیسی ہے بنی اسرائیل میں ۔(٤)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۸٦۸۔ حلیۃ الاولیاء ج٤، ص ۳۰٦۔ کنزالعمال ج٦، ص۲۱٦۔

(۲) ابوذر جندب بن جنادہ غفاری؛ آپ کا شمار سابق اسلام لانے میں ہوتا ہے ، اور آپ ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ، آپ نے بیعت کرنے کے فوراًبعد مسلمان ہونے کا اظہار کردیا تھا ، اور پھر اپنے قبیلہ کی طرف تبلیغ کرنے آئے، اور کچھ مدت کے بعد مدینہ چلے آئے ، آپ علم ، تقوی ، زہد ، جہاد ، اور صدق و اخلاص میں بے مثال تھے ، چنانچہ علامہ ذہبی کہتے ہیں: آپ کیلئے بہت فضائل اور مناقب ہیں منجملہ ان کے رسول کا یہ قول مشہور ہے :

"ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجة من ابی ذر"

اس نیلے آسمان نے سایہ نہیں کیا، اور اس زمین نے کسی کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو .

آپ رسول کی وفات کی بعد شام چلے گئے، اور حضرت عمر کی وفات تک یہیں رہے، اور حضرت عثمان کے زمانے میں دمشق میں سکونت اختیار کی، آپ فقیروں کی طرفداری میں بولتے اور ان کی حق تلفی کے بارے یتّان کی مدد کرنے پر لوگوں کو ابھارتے اور اکسایا کرتے تھے، اسی وجہ سے معاویہ نے ان کی عثمان کے پاس شکایت کی، جس کی بناپر آپ کو عمر کے آخری ایام میں دمشق سے جلا وطن کرکے ربذہ بھیج دیا گیا !! پھر آپ کی یہیں وفات ہوگئی، علامہ مدائنی کے قول کے مطابق ابن مسعود نے آپ پر نماز میت ادا کی.

دیکھئے: الاعلام ج ٢، ص ١٣٦۔

(٣) حطہ کے لغوی معنی جھڑنے اور نیچے گرنے کے ہیں، باب حطہ ایک دروازہ تھا جس کے لئے خداوند متعال نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اس کے اندر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہے تاکہ ان کے سارے گناہ ان سے جھڑ جائیں اور وہ بخش دئے جائیں، اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ٥٨ اور سورہ اعراف کی آیت نمبر ١٦١ دیکھئے.

علامہ سید شرف الدین باب حطہ سے اہل بیت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

خدا وند متعال نے اپنے حکم کے سامنے اس دروازے کو تواضع اور انکساری کا ایک مظہر قرار دیا تھا، یعنی اس دروازے کو خدا نے تواضع اور انکساری کا مظہر قرار دیا تھا، اور خدا کا یہی امر سبب قرار پایا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوا، اسی طرح اہل بیت کے سامنے اسلامی امت کا سر تسلیم جھکانا، اور انکی صدق دل سے اطاعت کرنا: گویا اہل بیت کے سامنے اس فعل کا انجام دینا خدا کی تواضع و انکساری کا ایک مظہر ہے، اور ان کے سامنے سر جھکانا گویا حکم خدا کے سامنے سر جھکانا ہے، اور خدا کی نظروں میں یہی چیز تمام مسلمین کیلئے مغفرت کا سبب ہے. مزید اطلاع کیلئے کتاب "المراجعات" دیکھئے. مترجم.

(٤) اس حدیث کو طبرانی نے دو طرح نقل کیا ہے اگرچہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی جیسی ہیں لیکن ایک میں کچھ لفظ زیادہ آئے ہیں جو اس طرح ہے:

((مثل اهل بيتى مثل سفينة نوح من ركبها نجا ، ومن تخلف عنها غرق ومن قاتلنا فى آخر الزمان فكانما قاتل مع الدجال))

میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی تھی، اور جس نے روگردانی کی تھی وہ غرق ہوگیا تھا، (اسی طرح ہم سے جو متمسک رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا) اور جس نے بھی ہم سے آخری زمانے میں جنگ کی گویا اس نے دجال کی طرف سے جنگ کی.

المعجم الکبیر ج ١، ص ١٢٥ ۔ مجمع الزوائد ج ٩، ص ٢٦ ۔ کنز العمال ج ٦، ص ٢١٦۔

حلیۃ الاولیاء ج ٤، ص ٣٠٦۔ مرقاۃ المصابیح ج ٥،ص ٦١٠۔ تاریخ بغداد ج ١٢،ص ١٩۔ کنوز الحقائق ص ١٣٢۔ ذخائر العقبیٰ ص ٢٠۔ الصواعق المحرقۃ ص ٧٥۔ ینابیع المودۃ ص ٢٨۔ نزل الابرار ص ٣٣۔ میزان الاعتدال ج ١،ص ٢٢٤۔ الخصائص الکبریٰ ج ٢،ص ٢٦٦۔ المعجم الصغیر ص ٧٨۔ زوائد مسند بزار ص ٢٧٧۔

ستائیسویں حدیث :

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ بنی اسرائیل میں

اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن ابی سعید الخدری ؛ قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول : ((انما مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجا ، ومن تخلف عنها غرق ، و انما مثل اهل بیتی فیکم مثل باب حطة فی بنی اسرائیل من دخله غُفِر له))

طبرانی ،"المعجم الاوسط "میںابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے مثال سفینہ نوح جیسی ہے ، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا ، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں ویسی ہے جیسے باب حطہ ہے بنی اسرائیل میں جو اس میں داخل ہو گیا تھا وہ بخش دیا گیا تھا ۔ (۱)(اسی طرح میرے اہل بیت کے قلعہ محبت میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا)

اٹھائیسویں حدیث :

محمد و آل محمد کی محبت اسلام کی بنیاد ہے

اخرج البخاری فی تاریخه ، عن الحسن بن علی؛ قال: قال سول الله ﷺ :((لکل شیء اساس و اساس الاسلام حب اصحاب رسول الله وحب اهل بیته))

ابن نجار(۲) اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبی نے فرمایا : جس طرح ہر چیز کی ایک بنیاد اور اساس ہوتی ہے ، اسی طرح اسلام کی بنیاد رسول کے اصحاب کی دوستی اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت ہے۔ (۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق :

(۱) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مجمع الزوائد ج۹،ص ۱۶۸ ۔ کنز العمال ج ٦،ص ۲۱٦۔ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۷۰ ۔ المعجم الاوسط للطبرانی ۔ فیض القدیر ج ٤، ص ۳۵٦۔ جواہر العقدین سمہودی ج ۲، ص ۷۲۔(قلمی نسخہ ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق).

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن بغدادی ؛ آپ ۵۷۸ ھ میں پیدا ہوئے ، اور ٦٤۳ ھ میں وفات پائی.

دیکھئے : تذکرۃ الحفاظ ج ٤ ،ص ۱٤۲۸۔

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل میں کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

تفسیر در منثور ج ٦،ص ۷ ۔ کنز العمال ج ٦،ص ۲۱۸۔

انتیسویں حدیث:

رسول اسلام اولاد فاطمہ زہرا ء کے باپ اور عصبہ ہیں

اخرج الطبرانی ،عن عمر ؛ قال: قال سول اللہ ﷺ : ((کل بنی انثی فان عصبتهم لابیهم ما خلا ولد فاطمة، فانی عصبتهم فانااابوهم))

طبرانی نے عمر ابن خطاب (۱) سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا: ہر عورت کے بچوں کی نسل ان کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے،بیشک میں ان کا باپ ہوں ۔(۲)

تیسویں حدیث:

رسول خدا اولاد فاطمہ کے ولی اور عصبہ ہیں

اخرج الحاکم عن جابر ،عن فاطمة الزهرا(س)؛ قال: قال سول اللہ ﷺ:((کل بنی ام ینتمون الی عصبة الاولد فاطمة فاناولیهم واناعصبتهم))

حاکم نے جابر سے، انھوں نے حضرت فاطمہ زہرا سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا: ہرماں کی اولاد اپنے باب کے خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے، میں ان کا ولی اور منسوب الیہ ہوتہوں ۔(۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

ا اَلعَصَبَۃ (بالتحریک) یہ عاصب کی جمع ہے جیسے طالب کی جمع طلبۃ، باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو عصبہ کہا جاتا ہے.

(۱) ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفیل عدوی؛ موصوف ہجرت کے چالیس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے، اور آپ نے ہجرت کے پانچویں سال اسلام قبول کیا، اور ۱۱ ہجری میں خلیفۂ اول کی حیثیت سے مسند نشین ہوئے، اور تیرہ سال حکومت کی جس میں بہت سے ممالک پر فتحیابی حاصل کی، اور ۲۳ھ میں ابو لولو فیروز پارسی شخص کے ہاتھوں زخمی ہوئے، اور تین دن کے بعد زخموں کی تاب نہ لاکر دنیا سے چل بسے.

دیکھئے: صفوۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۱۰۱۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۱۸۷۔

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

المعجم الکبیر جلد ۱ ،ص ۱۲٤۔ کنز العمال جلد ٦،ص ۲۲۲۰۔ الصواعق المحرقۃ ص۱۸۵۔ ذخائر العقبی ص ۱۲۱۔

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

المعجم الکبیر ج ۱ ،ص ۱۲٤۔ کنز العمال ج ٦،ص ۲۲۲۰۔ تاریخ بغداد ج ۱۲۱، ص ۲۸۵۔ مقتل الخوارزمی ج ۲ ،ص۸۸۔ مجمع الزوائد ج ۹،ص ۱۷۲۔

اکتیسویں حدیث:

حضرت فاطمہ زہراء کے دونوں بیٹے رسول ﷺ کے فرزند ہیں

اخرج الحاکم ،عن جابر ؛ قال:قال سول االله ﷺ :((کل بنی ام ینتمون الی عصبة ینتمون الیهم الاولدی فاطمة فاناولیهماوعصبتهما))

حاکم جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا: ہرماں کے بچے اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتے ہے، لیکن میری بیٹی فاطمہ کے دونوں بچے میری طرف منسوب ہیں، میں ان کا ولی اور رشتہ دار ہوں ۔(۱)

بتیسویں حدیث:

رسول خدا کے سببی اور نسبی رشتے بروز قیامت منقطع نہ ہوں گے

اخرج الطبرانی فی الاوسط ، عن جابر ؛ انه سمع عمر بن الخطاب یقول الناس حین تزوج بنت علی :الا تهنئونی ، سمعت رسول الله (ص) یقول :((ینقطع یوم القیامة کل سبب و نسب الا سببی و نسبی))

طبرانی نے" المعجم الاوسط "میں جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمر کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے اس وقت سنا کہ جب ان کی بنت علی سے شادی برقرار ہوئی: تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے کیونکہ میں نے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے سببی اور نسبی رشتوں کے ۔ (۲)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

مستدرک الصحیحین ج ۳،ص ۱٦٤ ۔ کنز العمال ج ٦،ص ۲۱٦۔ منتخب کنز العمال ج ۵،ص ۲۱٦۔

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

المعجم الکبیر ج ۱ ،ص ۱۲٤ ۔ حلیۃ الاولیاء ج۷،ص ۳۱٤۔

تینتیسویں حدیث :

رسول اسلام ﷺ کا سلسلۂ نسب و سبب کبھی نہ ٹوٹے گا

اخرج الطبرانی ،عن ابن عباس ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی))

طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا :

میرے سببی اور نسبی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔(۱)

چونتیسویں حدیث :

رسول خدا کا سببی اور دامادی رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا

اخرج ابن عساکر، فی تاریخه ، عن ابن عمر ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((کل نسب و صهر منقطع یوم القیامة الا نسبی وصهری))

ابن عساکر(۲)نے اپنی تاریخ میں ابن عمر (عبداللہ) سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا :

میرے نسبی اور دامادی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام نسبی اور دامادی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ (۳)

پینتیوسویں حدیث:

اہل بیت سے مخالفت کرنے والے شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں

اخرج الحاکم ،عن ابن عباس ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((النجوم امان لاهل الارض من الغرق ، و اهل بیتی امان لامتی من الاختلاف ، فاذا خالفها قبیلة اختلفوا فصاروا حزب ابلیس))

حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا :جس طرح ستارے اہل زمین کو (پانی میں)غرق ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف و تفرقہ سے بچانے والے ہیں ، لہٰذا اگر کسی گروہ اور قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ شیطانی گروہ میں شامل ہوجائے گا ۔ (٤)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

طبرانی؛ المعجم الکبیرج ۱، ص ۱۲۹ ۔ مناوی ؛ فیض القدیرج۵،ص ۳۵،۔تاریخ بغدادج ۱،ص ۲۷۱ ، رافعی؛ التدوین ج۲،ص ۹۸۔ ہیثمی؛ مجمع الزوائدج۹ ،ص ۱۷۳۔

ہیثمی کہتے ہیں : اس حدیث کے راوی موثق ہیں.

محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ٦۔

ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : جب بنت عبد المطلب جناب صفیہ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو صفیہ اس پر رو رہی تھی ، اس وقت رسول نے صفیہ سے فرمایا :

"یا عمة ! من توفی له ولد فی الاسلام کان له بیت فی الجنة یسکنه"

اے پھوپھی جان! آپ رو رہی ہیں جبکہ جس شخص کا ایک مسلمان بیٹا فوت ہوجائے تو گویا اس نے جنت میں ایک گھر بنایا ، جس میں وہ سکونت اختیار کریگا ، جب صفیہ رسول کے پاس سے رخصت ہو کر چلنے لگیں تو ایک شخص نے صفیہ سے کہا : اے صفیہ! محمد کی رشتہ داری تجھے کچھ فائدہ نہیں دے گی ، صفیہ یہ سنکر دوبارہ بلند آواز سے رونے لگیں ، جس کو رسول نے بھی سنا ، رسول یہ سنکر غمگین ہوئے ، کیونکہ آپ صفیہ کا بہت احترام کرتے تھے ، اس لئے آپ نے صفیہ سے کہا:

"یا عمة ! تبکین وقد قلت لک ما قلت "

اے پھوپھی جان! آپ کو جو بات کہنی تھی وہ کہہ چکا ہوں ، اس کے باوجود آپ رو رہی ہیں ؟

صفیہ نے کہا: میں اپنے بیٹے پر نہیں رو رہی ہوں بلکہ میرا رونا اس لئے ہے ، پھر آپ نے وہ سب بتا دیا جو اس مرد نے کہا تھا ، اس وقت رسول بہت ناراض ہوئے ، اور بلال سے اس طرح فرمایا :"یا بلال ھجر بالصلاة" اے بلال نماز کا اعلان کردو ، چنانچہ بلال نے اعلان کیا ، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا :

"ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ، ان کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامة الا نسبی وان رحمی موصولة فی الدنیا والآخرة "

ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ میری رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دے گی ؟ یقیناً ہر رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائیگا سوائے میرے رشتہ کے ، چاہے وہ سببی ہو یا نسبی ، پس میرا رشتہ دنیا و آخرت دونوں جگہ باقی رہے گا .

(٢) ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی محدث شام ؛

موصوف پایہ کے مؤرخ اور حافظ تھے ، آپ کی مشہور کتاب تاریخ مدینۃ دمشق ہے . آپ ٤٩٩ھ میں پیدا ہوئے ، اور ٥٧١ھ میں وفات پائی .

دیکھئے : الاعلام ج ٥، ص ٨٢۔

(٣) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

معجم کبیر ج ١، ص ١٢٤ ۔ کنز العمال ج ٦، ص ١٠٢ ۔ فتح البیان ج ٧، ص ٣٤۔ فیض القدیر ٥، ص ٣٥۔ مستدرک الصحیحین ج ٣، ص ١٥٨ ۔ الفصول المہمۃ ص ٢٨۔

(٤) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

کنزالعمال ج ٦، ص ٢١٧۔ منتخب کنزالعمال ج ٥، ص ٩٤۔ جمع الجوامع ج ١، ص ٤٥١۔ الصواعق المحرقة ص ١٤٠۔ مستدرک الصحیحین ج ٣، ص ١٤٩۔

چھتیسویں حدیث:

اولاد رسول ﷺ عذاب میں بتلا نہ ہوگی

اخرج الحاکم ،عن انس؛ قال:قال رسول اللہ ﷺ :((وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی با لبلاغ انه لا یعذبھم))

حاکم نے انس (۱) سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا: میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی ان(میرے اہل بیت) میں سے توحید کا اقرار اور میری رسالت کو تسلیم کرے گا اسے عذاب میں بتلا نہیں کرے گا ۔(۲)

سینتیسویں حدیث:

اہل بیت رسول میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا

اخرج ابن جریر فی تفسیرہ ،عن ابن عباس؛فی قوله تعالی :(وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی)، قال:((من رضی محمّد ان لا یدخل احد من اھل بیته النار)).

ابن جریر طبری(۳) نے اپنی تفسیر میں آیہ ٔ (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی) اور تمھارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہوجاؤ [(٤) کی تفسیر کے ذیل میں ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے: رسول اسلام کی رضایت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا ۔(٥)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو حمزہ انس بن مالک بن نصر انصاری؛ موصوف ہجرت کے دس سال قبل پیدا ہوئے ، اور ۹۳ھ میں وفات پائی ، ایک مدت تک رسول کے خادم رہے ، لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد آپ دمشق پھر بصرہ چلے گئے ،بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے:

اسد الغابۃ ج ۱،ص ۱۲۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱،ص ٤٥، ٤٤۔

(۲)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

کنز العمال ج ٦،ص۲۱۷۔ منتخب کنز العمال ج۹،ص۹۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ١٤٠۔ مستدرک الصحیحین ج۳،ص١٥٠۔

(۳)ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری؛ ۲۱٤ھ میں شہر آمل ایران میں پیدا ہوئے ، ۲۸ شوال شام کو ۳۱٠ھ میں وفات پائی ، آپ مسلمانوں کے بہت بڑے عالم دین اور گرانبہا کتابوں کے مؤلف جانے جاتے ہیں ، ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں:

"جامع البیان فی تفسیر القرآن"۔"تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)".

بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے :

الانساب ج ۹،ص ٤١۔ تذکرۃ الحفاظ ج ٢،ص ٧١٦، ٧١٠۔

(٤) سورۃ ضحی آیت نمبر پانچ (٥)

(٥) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

مناوی؛ فیض القدیر ج ٤،ص ٧٧،۔ تفسیر طبری ج ٣٠، ص ٢٣٢۔ فضائل الخمسۃ ج ٢،ص ٦٥۔ محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ١٩۔ کنز العمال ج ٦،ص ٢١٥۔ منتخب کنز العمال ج ٩،ص ٩٢۔ الصواعق المحرقۃ ص ٩٥۔ الدر المنثور ج ٦،ص ٣٦١۔

اڑتیسویں حدیث :

اولاد فاطمہ جہنم میں نہیں جائے گی

اخرج البزار، و ابو یَعْلی،والعقیلی ، والطبرانی ،وابن شاھین ، عن ابن مسعود ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :((ان فاطمة احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار))

بزار، ابو یعلی(۱) ، عقیلی(۲)، طبرانی اور ابن شاہین(۳) نے ابن مسعود(٤) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :چونکہ فاطمہ زہرا نے اپنے ستر او رپردہ کو محفوظ رکھا تو خدا نے(اس کی پاداش میں) ان کی ذریت پر آتش کو حرام قرار دیا ۔ (٥)

انتالیسویں حدیث :

فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے جہنم میں نہیں جائیں گے

اخرج الطبرانی ،عن ابن عباس ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ لفاطمة : ((ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک))

طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول نے فاطمہ سے فرمایا : خدا تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں کرے گا۔ (٦)

چالیسویں حدیث :

کبھی گمراہ نہ ہونے کا آسان نسخہ

اخرج الترمذی وحسنه ،عن جابر ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :((یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما اخذتم به لن تضلوا :کتاب اللہ و عترتی))

ترمذی نے حسن سند کے ساتھ جابر سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا :اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہوگے ،وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے ۔ (۷)

اسناد و مدارک کی تحقیق :

(۱) ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن ہلال تمیمی صاحب کتاب المسند الکبیر؛ موصوف ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور۳۰۸ھ میں وفات پا گئے. دیکھئے :تذکرۃ الحفاظ ج۲،ص ۷۰۹ ، ۷۰۷.

(۲) ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی حجازی صاحب کتاب الضعفاء؛ آپ مسلمانوں کے بہت بڑے محدث اور ایک زحمت کش عالم دین تھے ، مکہ اور مدینہ میں زندگی گزارتے تھے ۳۲۲ھ ، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے :

الوافی بالوفیات ج ٤،ص۲۹۱۔تذکرۃ الحفاظ ۱ ، ص ۸۳۳۔

(۳) ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بغدادی واعظ معروف بہ ابن شاہین ؛

موصوف نے تقریباً ۳۳۰ کتابیں تالیف کی ہیں ، ان میں سے ایک کتاب تفسیر کبیر ہے جو ۱۵۰۰ جزء پر مشتمل ہے ، آپ ۲۹۷ھ میں پیدا ہوئے ، اور ۳۸۵ھ میں وفات پائی ، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے :

المنتظم ج ۷، ص ۱۸۲ ۔ غایۃ النہایۃ ج ۱، ص ۵۸۸ ۔ لسان المیزان ج ٤، ص ۲۸۳ ۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۹۹۰، ۹۸۷ ۔

(٤) ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی ؛ موصوف کا شمار بزرگ و قدیم صحابہ میں ہوتا ہے ، اور ابو نعیم کی روایت کے مطابق آپ چھٹے فرد ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ، آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں کہ قرآن کو جہر (بلند آواز) میں پڑھا ، آپ رسول کے خدمت گزار ، امین اور رسول کے ہمراز تھے ، آپ کی ماں کا نام ام عبد بنت عبد ود تھا ، اس لئے آپ کو ابن مسعود کے بجائے ام ابن عبد بھی کہا گیا ہے ، آپ نے دو ہجرتیں کیں ، ایک بار حبشہ اور ایک بار مکہ سے مدینہ ہجرت کی ، رسول کی وفات کے بعد آپ کوفہ میں بیت المال کے سرپست ہوئے ، لیکن حضرت عثمان کی حکومت کے زمانہ میں خلیفہ صاحب کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے ، اور ، ۳۲ھ میں مدینہ میں انتقال کر گئے ، اور اسی شب جنت البقیع میں دفن کردیا گیا .

دیکھئے الاعلام ٤، ص ۲۸۰ ۔

(٥) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

زوائد مسند بزار ص ۲۸۰ ۔ حاکم ؛ المستدرک ج ۳، ص ۱۵۲ ۔ محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ٤۸ ۔ کنز العمال ج ٦، ص ۲۱۹ ۔ ج ۱۲، ص ۱۱ ۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۳۲ ۔ نزل الابرار ص ۷۸ ۔ میزان الاعتدال ج ۳، ص ۲۱٦ ۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۲۰۲ ۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ٥٤ ۔ طبرانی ؛ المعجم الکبیر ج ۱، ص ۲٤ ۔

طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے :

((ان فاطمة احصنت فرجها و ان الله ادخلها با حصان فرجها و ذريتها الجنة))

حضرت فاطمہ زہرا نے اپنا دامن پاک رکھا ، پس خدا نے ان کو اس کی جزا یہ عطا کی کہ انھیں اور ان کی اولاد کو جنت میں داخل کرے گا .

(٦) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

کنز العمال ج ۳، ص ۱٦٥ ۔ منتخب کنز العمال ج ٥، ص ۹۷ ۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۳ ۔ نزل الابرار ص ۸۳ ۔ الدرۃ الیتیمۃ فی بعض فضائل السیدۃ العظیمۃ ص ۲۸.

(۷) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابونمیں بھی پائی جاتی ہے :

کنز العمال ج ۱، ص ٤۸ ۔ طبرانی ؛ المعجم الکبیر ج ۱، ص ۱۲۹ ۔ ترمذی ؛ الجامع الصحیح (صحیح ترمذی شریف)

اکتالیسویں حدیث:

رسول کی شفاعت محبان اہل بیت سے مخصوص ہے

اخرج الخطیب فی تاریخه ،عن علی ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((شفاعتی لامتی من احب اهل بیتی))

خطیب بغدادی (۱)اپنی تاریخ میں علی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے گا میری شفاعت اسی کے نصیب ہوگی ۔(۲)

بیالیسویں حدیث:

رسول خدا سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے

اخرج الطبرانی ،عن ابن عمر ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((اول من اشفع له من امتی اهل بیتی))

طبرانی نے عبد اللہ ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے ۔ (۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی معروف بہ خطیب بغدادی؛ موصوف ۳۹۲ھ میں غزیۃ(کوفہ اور بغداد کے درمیان ایک دیہات) میں پیدا ہوئے ،آپ ۴۶۳ھ کو وفات پا گئے، آپ کی بغداد میں ہی پرورش ہوئی ، علم دین کی تلاش میں مکہ ، بصرہ ، دینور، کوفہ اور دیگر شہروں کی جانب سفر کئے ، آپ ایک بہت بڑے عالم ، ادیب ، شاعر اور بیحد مطالعہ کے شوقین تھے ، آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

تاریخ بغداد ، الجامع ، الکفایہ ، اور المتفق والمفترق ۔

(۲) مذکورہ حدیث کو خطیب بغدادی نے اس طرح نقل کیا ہے:

"شفاعتی لامتی من احب اهل بیتی وهم شیعتی "

میری شفاعت میری امت کے ان افراد کو شامل ہوگی جو میرے اہل بیت سے محبت کرینگے وہ میرے شیعہ ہیں.

دیکھئے: کنز العمال ج ۶،ص۲۱۷۔ الجامع الصغیر ج ۲،ص ۴۹۔ینابیع المودۃ ص ۱۸۵۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میںمیں بھی پائی جاتی ہے:

محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص۲۰۔ کنز العمال ج ۶،ص ۲۱۵۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۱۱۔ مجمع الزوائد ج ۱،ص۲۸۰۔ مناوی ؛ فیض القدیر ج ۲ص ۹۰۔

تینتالیسویں حدیث:

رسول قیامت میں قرآن اور اہل بیت کے بارے میں بازپرس کریں گے

اخرج الطبرانی ،عن المطلب بن عبد االله بن حنطب، عن ابیه؛ قال: خطبنا رسول الله ﷺ بالجحفه ، فقال: الست اولی بکم من انفسکم ؟ قالوا: بلی، یا رسول االله ! قال: فانی سائلکم عن اثنین ، عن القرآن و عترتی))

طبرانی نے عبد المطلب بن عبد االلہ بن حنطب(۱) سے انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے مقام جحفہ(۲) میں ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ کہا: کیا میں تمھارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ؟ سب نے کہا : کیوں نہیں یا رسول االلہ !آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں، رسول اسلام نے اس وقت فرمایا : میں(روز قیامت) تم سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا (ایک) قرآن اور (دوسری)میری عترت (۳) (کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟)

چوالیسویں حدیث :

قیامت میں چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا

اخرج الطبرانی ،عن ابن عباس ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسأل عن اربع ، عن عمره فیما افناه ، وعن جسده فیما ابلاه، وعن ماله فیما انفقه ، ومن این اکتسبه ، و عن محبتنا اهل البیت))

طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: روز قیامت کوئی بندۂ خدا ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکے گا جب تک اس سے ان چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا:

۱۔اپنی ساری عمر کس طرح صرف کی؟

۲۔اپنا جسم وبدن کہاں نابود کیا ؟

۳۔ مال کس راستے سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا ؟

٤۔ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں، کہ تھی یا نہیں ؟(٤)

اسنادو مدارک کی تحقیق :

(۱) مطلب بن عبد االلہ بن حنطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم مخزومی قرشی ؛

موصوف جنگ بدر میں اسیر ہوئے اور پھر اسلام لے آئے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے :

الاصابۃ ج٦،ص ١٠٤ ۔ تہذیب التہذیب ج ١٠،ص١٧٨۔ میزان التعدال ج٤،ص ١٢٩ ۔

(۲)جحفہ؛ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے :

مجمع الزوائد ج۵،ص۱۹۵۔ اسد الغابۃ ج ۳،ص ۱۴۷۔ ابو نعیم ؛ حلیۃ الاولیاء ج ۱،ص ٦٤۔

ابو نعیم نے اس حدیث کو حضرت علی سے اس طرح نقل کیا ہے :

ایها الناس ! الست اولی بکم من انفسکم ؟قالوا: بلی یا رسول الله ، قال:فانی کائن لکم علی الحوض فرطاً وسائلکم عن اثنین ، عن القرآن و عترتی))

اے لوگو ! کیا میں تمھارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ؟ سب نے کہا : کیوں نہیں یا رسول اللہ !آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں،تو رسول اسلام نے اس وقت فرمایا : میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہونگا اور تم سے وہاں دو چیزوں کے بارے میں سوال کرونگا ،قرآن اور میری عترت .

(٤)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابونمیں بھی پائی جاتی ہے :

کنز العمال ج۷،ص ۲۱۲۔ کفایہ الطالب ص ۱۸۳۔ ہیثمی ؛ مجمع الزوائد ج۱۰،ص۳٤٦۔

ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : اس وقت لوگوں نے رسول سے کہا : آپ کی دوستی کی کیا شناخت ہے ؟ آپ نے اس وقت علی کے شانوں ہاتھ مارا (یعنی اس کی دوستی میری دوستی کی علامت ہے)۔

پینتالیسویں حدیث:

سب سے پہلے اہل بیت رسول حوض کوثر پر وارد ہوں گے

اخرج الدیلمی ،عن علی ؛ قال:سمعت رسول االله ﷺ یقول:((اول من یرد علیّ الحوض اهل بیتی))

دیلمی(۱) نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: سب سے پہلے جو حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔ (۲)

چھیالیسویں حدیث:

اپنی اولاد کو تین باتوں کی تلقین کرو

اخرج الدیلمی ، عن علی ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((ادبوااولادکم علی ثلاث خصال: حب نبیکم ، حب اهل بیته ، وعلی قرائة القرآن ، فان حملة القرآن فی ظل االله یوم لا ظل الا ظله مع انبیائه و اصفیائه))

دیلمی نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: اپنی اولاد کی ان تین عادتوں کے ذریعہ پرورش کرو(یعنی انھیں تین باتوں کی عادت ڈالو):اپنے پیغمبر ﷺ سے محبت ، ان کے اہل بیت سے دوستی اور قرآن کریم کی تلاوت ،کیونکہ قرآن کے پڑھنے اور حفظ کرنے والے اس دن کہ جس دن سایہ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا لیکن یہ اس کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ(لطف الٰہی کے) سایہ تلے ہونگے۔(۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن فنا خسرو دیلمی ؛آپ بہت بڑے حافظ اور محدث تھے، آپ کی تالیف کردہ کتابیں "تاریخ ہمدان، اور الفردوس "ہیں، آپ سے محمد بن فضل اسفرائنی اور شہر دار بن شیرویہ دیلمی نے روایات نقل کی ہیں، ۵۰۹ھ میں انتقال ہوا، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں:

تذکرۃ الحفاظ ج ٤،ص ۱۲۵۹۔

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

کنوز الحقائق ص ۱۸۸ ۔ مجمع الزوائد ج۹، ص ۱۳۱۔ الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۸۔ ینابیع المودۃ ص ۲٦۸۔ متقی ہندی ؛کنزالعمال ج ٦،ص ۱۷۔

متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:

((اول من یرد علیّ الحوض اهل بیتی ومن احبنی من امتی))

سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس میرے اہل بیت اور میری امت کے وہ لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وارد ہونگے.

محب الدین طبری؛ ذخائر العقبی ص ۱۸

محب الدین طبری نے اس طرح نقل کیا ہے:

"یرد الحوض اہل بیتی ومن احبہم من امتی کہاتین"

میرے اہل بیت اور میری امت میں سے جو ان سے محبت کرتے ہیں وہ ان دو انگلیوں کی مانند (جوکہ ایک دوسرے سے بالکل متصل ہیں) حوض کوثر کے کنارے وارد ہونگے.

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

متقی ہندی؛ کنزالعمال ج۸،ص ۲۷۸۔ مناوی؛ فیض القدیر ج۱ ص ۲۲۵۔ سیوطی؛ الجامع الصغیر ج ۱،ص ۲٤۔ نبہانی؛ الفتح الکبیر جلد۱ ، صفحہ ۵۹۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ، ۱۰۳۔

سینتالیسویں حدیث :

جو محب اہل بیت ہوگا وہی پل صراط پر ثابت قدم رہے گا

اخرج الدیلمی ، عن علی ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :((اثبتکم علی الصراط اشدکم حباً لاھل بیتی و اصحابی))

دیلمی نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : پل صراط پر تم لوگوں میں سے وہی زیادہ دیر تک ثابت قدم رہ سکتا ہے جو میرے اہل بیت اور(نیک کردار)اصحاب کو جتنا زیادہ چاہتا ہوگا۔ (۱)

اڑتالیسویں حدیث :

سادات کے خدمت کرنے والے بخش دئے جائیں گے

اخرج الدیلمی ، عن علی ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :((اربعة انا لھم شفیع یوم القیامة ، المکرم لذریتی ، والقاضی لھم الحوائج ، والساعی لھم فی امورھم ، عندما اضطروا الیه ، والمحب لھم بقلبه و لسانه)).

دیلمی نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : روز قیامت چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جن کی میں شفاعت کروں گا:

۱۔جس نے میری ذریت (اولاد) کا اکرام و احترام کیا۔

۲۔جس نے میری ذریت(اولاد) کی حاجت روائی کی۔

۳۔جو میری ذریت کے مشکلات پر اس وقت ان کی مدد کرے جب وہ ان مشکلات میں حیران و پریشان ہوں۔

٤۔وہ جو ان سے دل و زبان سے محبت کرتا ہو۔ (۲)

انچاسویں حدیث:

آل محمد کو اذیت دینے والے سے خدا سخت غضبناک ہوتا ہے

اخرج الدیلمی ، عن ابی سعید ؛ قال:قال رسول اللہ ﷺ :((اشتد غضب اللہ علی من آذانی فی عترتی))

دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :خداوند متعال اس پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری عترت پر اذیت کے ذریعہ مجھے ستائے۔ (۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوںمیں بھی پائی جاتی ہے:

متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج٦،ص٢١٦۔ الصواعق المحرقة صفحہ ، ١٨٥۔

کنوز الحقائق صفحہ ٥ ۔

(٢)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوںمیں بھی پائی جاتی ہے :

متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج٦،ص٢١٧ ،جلد٨، صفحہ ١٥١ ۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ، ٢٣٧۔ مقتل الخوارزمی جلد ٢ صفحہ ٢٥۔ محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی صفحہ ١٨ ۔

اس کتاب میں مذکورہ حدیث کوامام رضا سے نقل کیا گیاہے.

(٣)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوںمیں بھی پائی جاتی ہے :

مناوی ؛ فیض القدیر ج١، ص ٥١٥۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ١٨٤ ۔

پچاسویں حدیث:

چھ قسم کے لوگوں کو خدا برا جانتا ہے

اخرج الدیلمی ، عن ابی هریرة ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((ان االله یبغض الآکل فوق شبعه ،والغافل عن طاعة ربه، والتارک لسنة نبیه ، والمخفر ذمته ، والمبغض عترة نبیه ، والموذی جیرانه))

دیلمی نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ان چھ قسم کے لوگوں کے بارے میں کہ جنھیں خدا بری نگاہ سے دیکھتا ہے ،ارشادفرمایا :

۱۔ خدا اس شخص پر غضبناک ہوتا ہے جو شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا کھائے ۔

۲۔اور جو اپنے پروردگار کی اطاعت سے غافل رہے ۔

۳۔اور جو سنت رسول کو ترک کرے ۔

٤۔ اور جو عہد شکنی اور بیوفائی کرے ۔

٥۔ اورجوپنے نبی کی آل (عترت) سے بغض رکھے۔

٦۔ اورجو اپنے پڑوسیوں کو ستائے ۔(۱)

اکیاونویں حدیث :

نیک سادات تعظیم اور برے سادات درگزر کے مستحق ہیں

اخرج الدیلمی ، عن ابی سعید الخدری ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((اهل بیتی والانصار کرشی و عیبتی ، و موضع سرتی و امانتی ، فاقبلوا من محسنهم ، وتجاوزوا عن مسیئهم))

دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :میرے اہل بیت(سادات) اور انصار میرے قلب و جگر اور میرا ظرف ہیں، لہٰذا ان میں سے جو نیک ہوں ان کا خیر مقدم(تعظیم) کرو اور ان میں سے جو برے (۲)ہو ان کو درگزر کرو۔ (۳)

اسنادو مدارک کی تحقیق:

(۱)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے :

متقی ہندی ؛کنزالعمال ج۹،ص۱۹۱۔

(۲) محترم قارئین! حدیث کا یہ جملہ کہ" ان کے بروں سے دور رہو" یہ انصار سے مربوط ہے ، اہل بیت(ع) سے نہیں، کیونکہ اہل بیت رسول ﷺ کے درمیان برے افراد کا پایا جانا محال ہے ، یا پھر اہل بیت کے معنی میں وسعت دی جائے یعنی اہل بیت میں وہ تمام لوگ شریک ہوں جو رسول کے کسی نہ کسی طرح رشتہ دار ہوں ، اس صورت میں اس جملہ کا مفہوم صحیح ہوجائیگا ، لیکن

یہ توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول کے اہل بیت میں شیعوں کے یہاں متفقہ طور پر اور اہل سنت کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ اہل بیت میں صرف اور صرف فاطمہ الزہرا اور بقیہ ائمہ معصومین(ع) ہیں. مترجم.

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

متقی ہندی؛ کنزالعمال ج۹،ص۱۹۱۔الصواعق المحرقۃ ص۲۲۵۔ الفصول المہمۃ ص۲۷۔

باونویں حدیث :

فرزندان عبد المطلب پر کئے گئے احسان کا بدلہ رسول خدا ﷺ دیں گے

اخرج ابو نعیم فی الحلیة ،عن عثمان بن عفان ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((من اولی رجلاً من بنی عبد المطلب معروفاً فی الدنیا فلم یقدرالمطلبی علی مکافأته، فانا اُکافئه ،عنه یوم القیامة))

ابو نعیم(۲) نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں عثمان بن عفان (۲) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : جو عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کرے گا اور وہ (مطلبی)اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کرسکا تو میں روز قیامت اس کا بدلا ادا کروں گا ۔ (۳)

ترپنویں حدیث :

قیامت میں اولاد عبد المطلب پر نیکی کا بدلہ رسول ﷺ دیں گے

اخرج الخطیب ،عن عثمان بن عفان ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((من صنع صنیعة الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیافعلیَّ مکافأتُه اذا لقینی))

خطیب بغدادی نے عثمان بن عفان سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :

جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کی ہے(اور وہ اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کرسکا)توروز قیامت جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو، اس کا بدلہ میرے اوپر واجب ہے۔ (٤)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱) ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران اصفہانی ؛ آپ کی پیدائش ۳۳٦ھ میں ہوئی ، اور ٤۳۰ھ میں وفات ہوئی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں ملاحظہ کریں :

تذکرۃ الحفاظ ج۳،ص۱۰۹۲،۱۰۹۸۔ البدایہ والنہایہ ج۱۲،ص٤٥،۔ طبقات سبکی ج٤،ص۱۸۔ میزان الاعتدال ج۱، ص۱۱۱۔ لسان المیزان ج۱۱،ص ۲٥۱۔ وفیات الاعیان ج۳، ٥۲

(۲) عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی ؛آپ ہجرت سے ۳۷ سال قبل شہر مکہ میں پیدا ہوئے ، اور بعثت کے کچھ سال کے بعد ہی اسلام قبول کیا ، اور ۲۳ھ میں خلیفہ دوم حضرت عمر کے قتل کے بعد شوری کے ذریعہ جس کے افراد خلیفۂ دوم نے معین کئے تھے ، تخت خلافت پرجائے گزیں ہوئے ، آپ کی حکومت ان تمام فتوحات اور ثروت سے مالا مال اور سرشار تھی جو حضرت عمر کے زمانہ میں حاصل ہوئے تھے ، ان کے دور میں بہت سے شہر فتح ہو کر اسلامی مملکت کے جز بنے ، بہر حال عثمان کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ آپ نے قرآن جمع کیا ، آپ کی حکومت میں بنی امیہ نے اسلامی حکومت پر غلبہ

حاصل کر لیا جس کی بنا پر نظام حکومت درہم برہم ہونا شروع ہوا ، اور ہر طرف فساد برپا ہونے لگا ، عام لوگ یہ دیکھ کر حضرت عثمان سے ناراض ہوگئے ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ۳۵ھ میں قتل کردئے گئے ، اور آپ کے دور حکومت کا خاتمہ ہوا ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میںملاحظہ کریں :

تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص۸،۱۰۔ الاصابۃ ج ٤، ص ۲۷۱، ۲٦۹۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے :

کنز العمال ج ٦، ص ۲۰۳۔ ذخائر العقبی ص ۱۹۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۱۱۔ فیض القدیر ج٦، ص ۱۷۲۔

(٤)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے :

کنز العمال ج ٦، ص۲۱٦۔ الصواعق المحرقۃ ص۱۸۵۔ینابیع المودۃ ص ۳۷۰.

چونویں حدیث :

اہل بیت پر کئے گئے احسان کا بدلہ قیامت میں رسول خدا ﷺ دیں گے

اخرج ابن عساکر ،عن علی ؛ قال: قال رسول االله ﷺ :((من صنع الی احد من اهل بیتی یداً کافأته یوم القیامة))

ابن عساکر نے علی سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:جو میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی نیکی کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ ادا کروں گا ۔(۱)

پچپنویں حدیث :

اہل بیت سے تمسک ذریعۂ نجات ہے

اخرج الباوردی عن ابی سعید ؛قال: قال رسول االله ﷺ :((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا ، کتاب االله سبب طرفه بید االله، وطرفه بایدیکم ، وعترتی اهل بیتی ، وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض))

باوردی(۲) نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے :وہ کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمھارے ہاتھ میں ہے، اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ، اوریہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی ،یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو ں گی ۔(۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق :

(۱) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

الصواعق المحرقۃص ۱۸۵ ۔ فیض القدیر ج٦، ص ۱۷۲ ۔ ذخائر العقبی ص ۱۹ ۔ متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج٦،ص۲۱٦۔

(۲) ابو محمد عبد االله بن محمد بن عقیل باوردی ؛ آپ اصفہان کے رہنے والے تھے ، اور ابو بکر احمد بن سلمان نجار بغدادی سے حدیث نقل کرتے تھے .

دیکھئے : سمعانی ؛ الانساب ج ۲،ص ٦۵۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

حلیۃ الاولیاء ج ۱،ص ۳۵۵۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۷ ، ٦٦۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ، ص ۳٦۳۔ متقی ہندی ؛کنزالعمال ج٦،ص۲۱٦ ۔ ج۷، ص ۲۲۵۔

متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے :

((يا ايها الناس ! انى تارک فيکم ما اخذتم به لن تضلوا بعدی ؛ امرين احدهما اکبر من الآخر ، کتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والارض ، وعترتی اهل بيتی ، وانهما لن يفترقا حتی يردا علیّ الحوض))

رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم گمراہ نہ ہوگے: ان میں سے ایک امر دوسرے سے اکبر ہے اوروہ کتاب خدا ہے کہ جو رسی کی مانند زمین و آسمان کے درمین کھینچی ہوئی ہے،(یعنی جس کا ایک سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا زمین تک پہونچا ہوا ہے جو تمھارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اوریہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی،یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثرپر میرے پاس وارد ہونگی.

چھپنویں حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت رسول ﷺ نجات امت کا وسیلہ ہیں

اخرج احمد والطبرانی ، عن زید بن ثابت ؛قال: قال رسول اللہ ﷺ :((انی تارک فیکم خلیفتین ، کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض ، و عترتی اهل بیتی ، وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض))

احمد اور طبرانی نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمھارے درمیان دو خلیفہ (جانشین) چھوڑ رہا ہوں ، ایک کتاب خدا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان (رسی کی مانند) کھینچی ہوئی ہے(یعنی خدا کی کتاب رسی کی مانند ہے کہ جس کا ایک سرا آسمان پینچے جو خدا کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا سرا زمین میں ہے جو تمھارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی ،یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔ (۱)

ستاونویں حدیث:

چھ قسم کے لوگوں پر خدا اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے

اخرج الترمذی و الحاکم ، والبیهقی فی" شعب الایمان " عن عائشة ؛ مرفوعاً: قال رسول اللہ ﷺ :((ستة لعنتهم ولعنهم اللہ و کل نبی مجاب : الزائد فی کتاب اللہ ، والمکذب بقدر اللہ ،والمتسلط بالجبروت ، فیعز بذالک من اذل اللہ ، ویذل من اعز اللہ ، والمستحل لحرام اللہ، والمستحل من عترتی ما حرم اللہ ، والتارک لسنتی))

ترمذی ، حاکم اور بیہقی (کتاب شعب الایمان میں مرفوع سند کے ساتھ)نے عائشہ (۲) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے ، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں زیادتی کرے ۔

۲۔ جوقضاء و قدر الٰہی کو جھٹلائے ۔

۳۔ جو حکومت پر جبراً قبضہ کرکے اس کے ذریعہ ان لوگوں کو کہ جن کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے عزت دے ، اور ان کو ذلیل کرے جنھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

٤۔ جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھے ۔

٥۔جو میری عترت کی اس عزت و حرمت کو (برباد کرنا) حلال سمجھے جو انھیں خدا نے عطا کی ہے۔

٦۔جو میری سنت کو ترک کرے ۔(۳)

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

کنز العمال ج ۱، ص ٤٤ ۔ المسند ج ۵، ۱۸۱ ۔ ہیثمی ؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱٦۳ ۔

ہیثمی کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے خوب اور جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے.

ابن حجر ؛ الصواعق المحرقة ص ۱۳٦ ۔

ابن حجر کہتے ہیں : اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابیوں نے نقل کیا ہے.

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ زوجہ رسول بنت ابی بکر بن ابی قحافہ ؛

آپ ہجرت کے دس سال قبل دنیا میں آئیں ، اور جنگ بدر کے بعد آپ کی شادی رسول خدا سے ہوئی ، اور ۳۵ھ میں طلحہ اور زبیر کے ورغلانے پر ان کے ساتھ حضرت علی کے مقابلہ میں جنگ جمل میں تشریف لائیں ! ام المومنین عائشہ سے محدثین نے تقریباً ۲۲۱۰ حدیثیں نقل کی ہیں ، آپ کی وفات ۵۵ سال کی عمر میں ۷۵ھ کو ہوئی ، اور ابو ہریرہ نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :

الاصابۃ ج ۸، ص ۱٤۱ ۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۲۷، ۲۹ ۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے :

ینابیع المودۃ ص ۲۷۷ ۔ کنز العمال ج ۸، ص ۱۹۱ ۔ خطیب تبریزی ؛ مشکاۃ المصابیح ص ۵۷۳ ۔ الجامع الصحیح (ترمذی شریف)ج ۱، ص ۳۸ ۔ حاکم ؛ مستدرک الصحیحین ج ۱، ص ۳٦ ۔

حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : اس حدیث کے تمام اسناد صحیح ہیں ، میں تو اس کے راویوں کو کہیں سے ضعیف نہیں پاتا ہوں ، اگرچہ امام بخاری ور امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نہیں نقل کیا ہے ! مستدرک میں ایک دوسری جگہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : یہ حدیث شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے.

اٹھاونویں حدیث:

چھ قسم کے لوگ خدا و رسول ﷺ کی نظر میں ملعون ہیں

اخرج الدیلمی فی الافراد ،والخطیب فی المتفق ، عن علی ؛قال: قال رسول الله ﷺ :((ستة لعنهم الله،ولعنتهم، وکل نبی مجاب : الزائد فی کتاب الله، والمکذب بقدر الله ، والراغب عن سنتی الی بدعة ،والمستحل من عترتی ما حرَّم الله ، والمتسلط علی امتی بالجبروت ، لیعز من اذل الله ، ویذل من اعز الله ، والمرتد اعرابیاً بعد هجرته)).

دار قطنی (۱) نے کتاب" الافراد "میں اور خطیب بغدادی نے کتاب" المتفق "میں حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے ، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں اضافہ کرے.

۲۔ جو الله کی قضاء وقدر کو جھٹلائے.

۳۔جو میری سنت کو ترک کرکے بدعت کے روبراہ ہوجائے۔

٤۔ جو میرے اہل بیت کے بارے میں ان امور کو حلال سمجھے جنھیں خدا نے حرام قرار دیا ہے ۔

٥ ۔جو میری امت پر قہر وغلبہ کے ذریعہ اس لئے مسلط ہو جائے کہ جن لوگوں کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے انھیں عزت دے ، اور ان کو ذلیل کرے جنھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

٦۔ وہ اعرابی (لوگ)جوخدا و رسول کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ دور جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں ۔(۲)

انسٹھویں حدیث:

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے دین و دنیا سنورتے ہیں

اخرج الحاکم فی تاریخه ،والدیلمی ،عن ابی سعید ؛ قال: قال رسول الله ﷺ :((ثلاث من حفظهن حفظه الله له دینه و دنیاه ،ومن ضیعهن لم یحفظ الله له شیئًا، حرمة الاسلام ، وحرمتی ، وحرمة رحمی))

حاکم (اپنی تاریخ میں) اور دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان کی حفاظت کرے تو خدا اس کے دین ودنیا کو محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ان کی حفاظت کے بجائے ان کو ضائع کردے، خدا اس کے لئے کسی چیز کی حفاظت نہیں کرے گا ،اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔اسلام کا احترام

۲۔ میرا احترام

۳۔ میرے اہل بیت کا احترام.(۳)

ساٹھویں حدیث:

ساری دنیا میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں

اخرج الديلمی ،عن علی ؛قال: قال رسول الله ﷺ :((خير الناس العرب ، وخير العرب القريش ، وخير قريش بنو هاشم))

دیلمی نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمام انسانوں میں سب سے بہتر انسان عرب ہیں،(٤)اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں۔(٥) ((ھٰذا آخرہ والحمد اللہ وحدہ))

اسناد و مدارک کی تحقیق:

(۱)ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنی بغدادی؛ آپ ۳۳٦ھ میں متولد ہوئے، اور ۳۸۵ھ میں وفات پائی، آپ کی سب سے اہم کتاب سنن دار قطنی ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں:

تذکرۃ الحفاظ ج ٤،ص ۹۹۵، ۹۹۱۔

(۲)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے:

القول الفصل حضرمی؛ ج۱،ص ٤٦٦۔ متقی ہندی؛ کنز العمال ج١٦،ص ٣٤١۔

(۳)مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے:

مجمع الزوائد ج ۹، ص ٦٨۔ الصواعق المحرقۃ ص۹۰۔

(٤)جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحوث میں کہا کہ اس طرح کی تمام حدیثیں جو قوم پرستی اور ذات پات کی برتری پر مشتمل ہوں وہ محل اشکال ہیں، کیونکہ قرآن اور حدیث کی رو سے تقوی اور پرہیزگاری کی بنا پر برتری ہوتی ہے. مترجم.

(٥)مذکورہ حدیث دیلمی کی کتاب کے علاوہ حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

کنز العمال ج١٦،ص ٣٤١۔ الانساب ج ۱،ص ۱۵۔ دیلمی ؛جنت الفردوس ص ۵۷۔

البتہ مذکورہ حدیث کو دیلمی نے اپنی کتاب میں ایک دوسری جگہ اس طرح بھی نقل کیا ہے:

((خير الناس العرب ،وخير العرب القريش ،وخير قريش بنو هاشم ،وخير العجم فارس وخير السودان النوبة وخيرالصبغ العصفروخير الخضاب الحناوالكتم ،وخير المال العقر))

رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمام انسانوں میں سب سے بہتر عرب ہیں، اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں، اور عجمیوں میں سب سے بہتر فارس ہیں، اور سیاہ فام لوگوں میں سب سے بہتر مقام نوبہ کے سیاہ فام ہیں، اور رنگوں میں سب سے بہتر رنگ زرد ہے، اور خضاب میں سب سے بہتر خضاب حنا اور وسمہ کا ہے، اور مال میں سب سے بہتر مال نقد ہے.

محترم قارئین! اس حدیث کے مضمون کا مطالعہ کرنے بعد کیا کسی طرح کا اس میں شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ حدیث جعلی اور گڑھی ہوئی نہیں ہے؟! میں تو نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی عاقل مسلمان اس حدیث کو صحیح سمجھتا ہوگا. مترجم.

آغاز ترجمہ: ۱۰ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۴۲۵ھ. اختتام ترجمہ: ۱۸ ذی الحجہ بروز شنبہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۵ء ۱۳۸۳ش ھ تکمیل و تنظیم ۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ.

کتاب کے مدارک و مآخذ

منہج النقد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نورالدین عتر

علوم الحدیث و مصطلحۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دکتر صبحی الصالح

نہایۃ الدرایۃ:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید حسن الصدر الکاظمی

مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شیخ عبداللہ مامقانی

تاریخ البخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ امام بخاری

مختصر تاریخ دمشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن منظور

تہذیب التہذیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر عسقلانی

تذکرۃ الحفاظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذہبی

طبقات ابن سعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن سعد

الجرح و التعدیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن ابی حاتم رازی

تفسیر درمنثور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلال الدین سیوطی

شواہد التنزیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حسکانی

مستدرک الصحیحین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حاکم

صواعق محرقۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن حجر

ذخائر العقبی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محب الدین طبری

الطبقات الشافعیۃ الکبری تاج الدین سبکی عبد الوہاب بن علی

الاعلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زرکلی

شذرات الذہب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن عماد حنبلی

فوات الوفیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد ابن شاکر کتبی دارانی دمشقی

طبقات الحنابلۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قاضی ابی الحسن محمد بن ابی یعلی

لسان المیزان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر عسقلانی

مرآۃ الجنان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یافعی

اخبار اصفہان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابی نعیم

المنتظم ------------------- ابن جوزی

میزان الاعتدال ------------------- شمس الدین ذہبی

النجوم الزاہرۃ فیابی الحسن جمال الدین اتابکی مشہور بہ ابن تغری بردی

وفیات الاعیان ------------------- ابن خلکان

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ------------------- ابن حجر عسقلانی

جوامع السیرۃ ------------------- ابن حزم

العقد الثمین فی اثبات وصایۃ امیر المومنین ------------------- شوکانی

نکت الہمیان ------------------- خلیل صفدی

حلیۃ الاولیائ ------------------- حافظ ابو نعیم اصفہانی

الاستیعاب ------------------- ابن عبد البر نمری قرطبی

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ------------------- ابن اثیر جزری

کتاب اعیان الشیعہ ------------------- سید محسن امین عاملی

معجم الکبیر ------------------- طبرانی

مجمع الزوائد ------------------- ابن حجر ہیثمی

الفصول المہمۃ.. ------------------- ابن صباغ مالکی

الجامع لاحکام القرآن ------------------- قرطبی

تفسیر کشاف ------------------- امام جار اللہ محمود بن عمر زمخشری

اسعاف الراغبین ------------------- ابن صبان

ارشاد العقل السلیم -------------------

مسند امام احمد بن حنبل. ------------------- احمد بن حنبل

تفسیر طبری ------------------- ابی جعفر محمد بن جریر طبری

تفسیر ابن کثیر ------------------- ابن کثیر

نزل الابرار بما صح من مناقب اہل البیت الاطہار.. محمد بدخشی حارثی

ینابیع المودۃ ------------------- سلیمان ابن قندوزی

الغدیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ امینی

فضائل الخمسہ من الصحاح الستۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید فیروز آبادی

اعلام المحدثین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد الماجد غوری

الجامع الصحیح (ترمذی شریف)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ترمذی

کنز العمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علاء الدین متقی ہندی

مشکاۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خطیب تبریزی

تاریخ بغداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خطیب بغدادی

بستان المحدثین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عبد العزیز بن احمد بن دھلوی

اکلیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عدی

القول الفصل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرمی

عین المیزان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فتح البیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صدیق حسن خان کنوجی

صحیح مسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ امام محمد مسلم

فتح الباری فی شرح صحیح البخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر عسقلانی

سنن بیہقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیہقی

سنن دارمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دارمی

العقد الفرید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عبد ربہ اندلسی

معجم البلدان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاقوت حموی

مسند ابو یعلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق)

طبقات ابن سعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن سعد

منتخب کنز العمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ متقی ہندی

جامع الاصول فی احادیث الرسول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن اثیر جزری

صحیح بخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام بخاری

کتاب السیرۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ملاقاری

مسند الفردوس ـــــــــــــــــــــــــــــ(قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)دیلمی

اللباب فی تہذیب الانسابـــــــــــــــــــــــــــــابن اثیر جزری

کنوز الحقائقـــــــــــــــــــــــــــــ مناوی

الظمان الی زوائد ابن حبانـــــــــــــــــــــــــــــ ہیثمی

الخصائص الکبریـــــــــــــــــــــــــــــسیوطی

فی رحاب ائمۃ اہل البیتـــــــــــــــــــــــــــــ

شعب الایمانـــــــــــــــــــــــــــــ.بیہقی

الشرف المؤبد.ـــــــــــــــــــــــــــــنبہانی بیرونی

فہرست ندیم..ـــــــــــــــــــــــــــــندیم

معجم المؤلفین..ـــــــــــــــــــــــــــــ عمر رضا کحالہ

زوائد مسند بزارـــــــــــــــــــــــــــــابو بکر احمد بن عمر بزار

مرقاۃ المصابیح ـــــــــــــــــــــــــــــ

المعجم الصغیرـــــــــــــــــــــــــــــطبرانی

المعجم الاوسطـــــــــــــــــــــــــــــ طبرانی

جواہر العقدین (قلمی نسخہ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق). سمہودی

صفوۃ الصفوۃـــــــــــــــــــــــــــــابن الجوزی

تاریخ طبریـــــــــــــــــــــــــــــابی جعفر محمد بن جریر طبری

مقتل الخوارزمیـــــــــــــــــــــــــــــخوارزمی

التدوینـــــــــــــــــــــــــــــ رافعی

الانسابـــــــــــــــــــــــــــــ سمعانی

فیض القدیرـــــــــــــــــــــــــــــ عبد الرؤوف مناوی

غایۃ النہایۃـــــــــــــــــــــــــــــمحمد بن محمد ابن جزری

الدرۃ الیتیمۃ فی بعض فضائل السیدۃ العظیمۃـــــــــــــــــــــــــــــ

الافرادـــــــــــــــــــــــــــــ دارقطنی

المتفق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خطیب بغدادی
کفایۃ الطالب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گنجی شافعی
الفتاوی الحدیثیۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر ہیثمی
الفتح الکبیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نبہانی
البدایۃ والنہایۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن کثیر دمشقی
جنت الفردوس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیلمی
تاریخ مدینۃ دمشق.۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عساکر
مشکل الآثار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام ابی جعفر طحاوی
الریاض النضرۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محب الدین طبری
مصابیح السنۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بغوی
المواہب اللدنیۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد قسطلانی
رجال قیسرانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قیسرانی

فہرست